گانا بجانا

قرآن و سنت کی روشنی میں

مؤلفہ

حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب مدظلہ العالی

ناشر
توحیدی کتب خانہ
متصل مدرسہ تعلیم الفرقان جامع مسجد توحید، توحید چوک توحید نگر چاکیواڑہ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب و سنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد اپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

گانا بجانا

قرآن وسنت کی روشنی میں

مؤلفہ

جامع شریعت وطریقت حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب

خلیفہ مجاز قطب العالم شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

توحیدی کتب خانہ

متصل مدرسہ تعلیم القرآن جامع مسجد توحید چوک توحید نگر چاکیواڑہ کراچی

قیمت ایک روپیہ پچیس پیسے صرف

(مکتبہ حمید رزاق پرنٹرز)

بے حیائی پھیلانے والوں کو قرآن حکیم کا

انتباہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَۃُ
فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ
فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاللّٰہُ یَعْلَمُ
وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۔ (النور ۱۹)

ترجمہ

بے شک وہ لوگ جو یہ بات پسند کرتے ہیں کہ مسلمانوں میں بے حیائی پھیل جائے ان کے لئے دنیا اور قیامت میں دردناک سزا ہے اور (اصل حال تو) اللہ جانتا ہے۔ تم نہیں جانتے۔

فہرست مضامین

دیباچہ طبع سوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وہ مسلمان جس کی شان قرآن کریم نے یہ بتائی ہے۔

اِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا (الفرقان ۷۲)

ترجمہ: جب ان کا گذر کسی لغو کام کے قریب سے ہوتا ہے تو دامن بچا کر نکل جاتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ (المؤمنون)

اور وہ مومن کیا ہی اچھے ہیں جو لغو کاموں سے کنارہ کرتے ہیں۔ جو آج کل مومن اور مسلمان کہلاتے ہیں وہ بحیثیت مجموعی لغو کاموں میں نہ صرف مستغرق ہیں بلکہ ان کو فروغ دینے کے لئے رات دن کوشش کرتے ہیں۔ خصوصاً ان لغو اور بیہودہ کاموں کی طرف پوری سنجیدگی سے توجہ دی جا رہی ہے جن کو اسلام نے مذہبی طور پر حرام قرار دیا ہے اور ملی طور پر قوم کی تباہی کا سبب قرار دیا ہے جس کا نتیجہ آج ہمارے سامنے ہے۔ اسلامی تاریخ کے سب سے بڑی دشمن امیر الیس جیسے لوگ نے ترقی کا بہت بڑا وظیفہ تھا جو سب جان چکے ہیں۔

آج سے چند سال پہلے اس لغو یعنی ناچ گانا تھیٹر اور فلمی زندگی کی اسلامی ثابت

کرنے کے لئے باقاعدہ کتابیں لکھی گئیں اور ان کی اشاعت کرائی گئی ان میں سے ایک کتاب تحقیق اور اسلام بھی ہے۔ احقر نے اس وقت قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کا رد لکھا تھا جو دو مرتبہ طبع ہو کر برصغیر میں مقبول عام ہوا چنانچہ۔ کوہستان راولپنڈی نے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا۔ یہ ایک نہایت مفید کتاب ہے جس میں نہایت اچھے طریقے سے طاؤس ورباب کی ثقافت کو بے نقاب کیا ہے اور اس سلسلہ میں قرآن حکیم احادیث نبوی اور ائمہ کرام کے ارشادات نہایت سلیقے سے جمع کر دیئے مشہور علمی، دینی ہفتہ وار اخبار صدق لکھنؤ (بعبارت) نے لکھا۔

"گانا بجانا شاہ محمد جعفر صاحب ندوی پھلواری کی کتاب اسلام اور موسیقی کے جواب میں ایک مدلل اور دلچسپ رسالہ ہے۔"

اب احباب کے اصرار سے تیسری مرتبہ شائع کیا جا رہا ہے جس میں جناب مولوی حبیب اللہ صاحب (اعظم گڑھ) کا مضمون مزید تائید کے لئے شامل کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں آمین

محمد زاہد الحسینی غفرلہ

محرم الحرام ۱۳۹۲ھ
فروری ۱۹۷۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ

آج ایک عزیز نے کتاب "اسلام اور موسیقی" یکے از مطبوعات ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور مجھے تبصرہ و تنقید کیلئے دی، اس کتاب کے مرتب شاہ محمد صاحب ندوی ہیں۔ شاہ صاحب نے اس کتاب میں موسیقی کے متعلق اپنی معلومات کا تجزیہ کرتے ہوئے یہ لکھا ہے کہ

"مجھے اس فن میں بحیثیت فن کے کوئی درک نہیں سننے کا ذوق ضرور ہے۔ اور کبھی کچھ گنگنا بھی لیتا ہوں" ص

مگر اس فن موسیقی میں کوئی درک نہ ہونے کے باوجود آپ نے اس خطرناک موضوع پر کیوں قلم اٹھایا وہ بھی شاہ صاحب کے الفاظ میں پڑھیئے

"ہاں ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہمارا یہ فرض ضرور ہے کہ اس کی دینی حیثیت بھی پیش نظر رکھیں"

کچھ درک نہ ہونے کے باوجود آپ کے نزدیک اس کی حیثیت کیا ہے وہ بھی شاہ صاحب نے لکھا۔

"جہاں تک ہم غور کر سکے یہ مطالبہ نہ یکسر مادی ہے نہ تمام تر روحانی۔ یہ دونوں سے ملا جلا تقاضا ہے" ص ۹

روحانیت اور مادیت کے امتزاج کا ایک مظاہرہ شاہ صاحب نے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ کو ایک

ترانہ میں نقل کیا جو بقول اُن کے بعض محفل سماع میں یوں گایا جاتا ہے۔

مَنْ کُنْتُ مولاہ فعلی مولاہ
دھر تو یم دھر تم توم تا نا نالی
یَلَلی یَلَلی یَل یلی !!!
مَنْ کنت مولاہ فعلی مولاہ

کپورتھلہ کی شاہی مسجد کے سابق خطیب مولانا شاہ محمد ندوی کو باوجودیکہ علم موسیقی میں درک نہیں مگر پھر بھی ان کا کمال سمجھے کہ وہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے نقل کردہ ترانے دھن میں بھی ادا کر سکتے ہیں جیسا کہ اسی صفحہ پر لکھا ہے

"مجھے اس ترانے کی دھن پوری طرح آتی ہے لیکن کاغذ پر اسے منتقل کرنا مشکل ہے"

معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحب اس فن میں امام ہونے کے باوجود کسر نفسی کر رہے ہیں بہرکیف اس ۱۶۰ صفحات کی کتاب میں مصنف نے کیا ثابت کرنے کی مذموم سعی کی اس کا اندازہ مندرجہ ذیل اقتباسات سے ہو سکتا ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق آپ کا فیصلہ یہ ہے کہ

"حضرت داؤد علیہ السلام کی پوری زندگی میں ہمیں جہاں موسیقی ترنم، سوز اور ساز کی فراوانی دکھائی دیتی ہے" صفحہ ۲۳۔

یہ موسیقی حضرت داؤد علیہ السلام کا ذاتی مشغلہ تھا یا اس کو دینی طور سے کچھ مقام

حاصل تھا۔ وہ بھی پھلواری صاحب کی زبان سے سن لیجئے۔

"معلوم ایسا ہوتا ہے کہ سیدنا داؤد علیہ السلام کے دورِ نبوت میں عبادات و مناسک کا صرف ظاہری ڈھانچہ رہ گیا تھا اور روح نکل چکی تھی۔ سوز و گداز جو عبادت کی جان ہے۔ باقی نہ رہا تھا۔ یکسوئی، توجہ الی اللہ، عاجزی، للہیت کی بجائے تقشف، سخت دلی، تنگ نظری، غرورِ عبادت، خشکی و خشونت پیدا ہو گئی تھی۔ سیدنا داؤدؑ نے بحکم الٰہی دلوں میں گداز اور نرمی پیدا کرنے کے لئے موسیقی اور اس کے لوازم سے کام لیا۔" ص۳۲

اس نبی علیہ السلام نے اس موسیقی کے لئے کن کن آلات کو کام میں لایا وہ بھی پھلواری صاحب کے قلم سے معلوم کر لیجئے۔

"اس لئے موسیقی کے ساتھ دس دس تاروں والی بربط اور بانسلی جھانجھ دف وغیرہ کا استعمال بھی ساتھ ساتھ ہوا۔" ص۳۵

پھلواری صاحب کے نزدیک قوم کی ساری خرابیوں کا واحد علاج اور رجوع الی اللہ کا مجرب نسخہ "گانا بجانا" ہے اور یہ ان کا اپنا نظریہ نہیں بلکہ ان کا یہ کہنا ہے کہ یہ داؤد علیہ السلام کو حکمِ الٰہی ہوا تھا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ؕ

پھلواری ایک اولوالعزم رسول علیہ السلام کی جو قلمی تصویر پیش کر رہے ہیں میں اس کا فیصلہ ناظرین کی دیانت اور ایمان پر چھوڑتا ہوں کہ وہ اپنے دل و دماغ میں یہ تصور قائم کر کے فیصلہ کریں کہ یہ نبی گذرے ہیں یا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ۔

پھلواری اگر قرآن کریم کی تعلیمات سے باخبر ہوتے یا کسی سنہری مصلحت کی
بنا پر اغماض نہ کرتے تو وہ قرآن کریم میں عربوں کی ذکر شدہ عبادت کو دیکھتے اور پھر اس پہ
قرآن کریم کا فیصلہ بھی دیکھتے تو وہ سمجھ جاتے کہ گانے بجانے سے اگر خدا راضی ہوتا اور
قوم کی بگڑی ہوئی اخلاقی اسماجی حالت سدھر سکتی تو رب کریم اہل مکہ
کو یوں خطاب نہ فرماتے۔

وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَتَصْدِيَةً ۔
فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ (انفال ۳۵)

ترجمہ۔ اور کعبہ کے پاس ان کی نماز (عبادت) سوائے سیٹیاں بجانے اور
تالیاں بجانے کی اور کچھ نہ تھی۔ سو عذاب چکھو اس وجہ سے کہ تم کفر کرتے تھے۔"

اس کی تفسیر علامہ طنطاوی مصری نے جو بیان کی وہ یہ ہے

لانهم كانوا على دين الخليل عليه السلام وقد مضت الاحقاب
تلو الاحقاب والقوم قد خلوا من الحكمة فانقلبت صلوتهم مكاءً
للعبث والسخرية من صفير وتصفيق كما يفعل بعض جهلاء الصوفية
من ضرب على الدفوف ورفع الاصوات في الطرقات والمساجد ولقد
تفنن القوم بهذه الجهالة العمياء ونسوا الصلوة الاسلامية والتوجه
لذي الجلال والاكرام فيها والتوجه بالقلب الله في العبادة شأن
كل دين نام عنه حكماؤه وغاب عنه علماؤه وذهبت دولته وضاع
مجده وتبدل شأنه وغابت شمسه واقبل ظلامه وذهب ضياؤه و
مضاؤه واستبدل بسعره خشاء ربه نعته خفضا وبا وجه

خفیفا ولیس نترضعة سا ءمثلا القوم الجاھلون ۔،،

ترجمہ:) اہل عرب خصوصاً اہل مکہ دین ابراہیمی پر تھے۔ مگر زمانہ کے مرور سے ان کی عبادت ملت ابراہیمی علیہ سے کٹ کر صرف تالی بجانے اور سیٹیاں بجانے میں آگئی۔ جیسا کہ آج بعض جاہل صوفی دف بجا کر راستوں اور مسجدوں میں اونچی آوازوں (سروں) میں گاتے ہیں آج ہماری قوم بھی اس اندھی جہالت میں مبتلا ہو کر اسلامی عبادت کو بھول گئی۔ اور ترجہ الی اللہ اور عبادت خداوندی کو چھوڑ بیٹھی۔ قوم کی اصلاح سے اس کے مصلح سو گئے اور علماء بھی غائب ہو گئے۔ اسی لئے یہ قوم عروج سے گر کر ذلت کے گڑھے میں جا پہنچی اور شرافت (علم و حکمت) کی جگہ ذلت کمینگی (گانے ناچ) نے لے لی۔ ایسی جاہل قوم کی بڑی مثال ہے (طنطاوی صاحب پھلواری کے ہاں بھی مستند ہیں۔)

اسی طرح پھلواری نے یہ ثابت کرنے کی مذموم کوشش کی کہ تمام آلات لہو و لعب کا استعمال گانا بجانا، ناچنا عورتوں کو اس کام کے لئے پاس رکھنا ان کی بہت افزائی کرنا سب اسلامی تعلیمات کے مطابق ہے۔ چنانچہ کتاب مذکور کے صفحہ ۸ پر ہجرت مدینہ کے دن عورتیں دف پر یہ گا رہی تھیں۔،،

مثلاً "دوسری چیز جو سازوں پر یا بغیر سازوں کے گائی جا سکتی ہے حمدیہ اور نعتیہ اشعار ہیں اگر ان میں کوئی آیت قرآنی یا اس کا ٹکڑا مصرعہ بن کر آجائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔"

حشد کو تو بھانڈوں کی سروں اور دھنوں پر گانے کی مثال گذر چکی

اب یہاں قرآن پر بھی ہاتھ صاف کر دیئے کہ قرآن بھی سازوں پر گایا جا سکتا ہے۔

ص۳۸ "سیدنا داؤد علیہ السلام کے بعد اب ان چار صحابہ، تابعین، تبع تابعین محدثین، مجتہدین اور صوفیائے متقین کا ذکر بھی سنیئے۔ جن سے گانا اور مزامیر یا صرف گانا سننا ثابت ہے"

اس مغالطہ اور الزام شنیع کی تشریح کرتے ہوئے پھلواری لکھتے ہیں۔

ص۳۸ "عبداللہ بن زبیرؓ کے پاس بربط بجانے والی باندیاں تھیں۔"

ص۳۸ "حضرت عمرؓ نے دف پر بھی آں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے فرمائش کر کے گانا سنا ہے۔"

ص۳۸ "حضرت عثمانؓ کے پاس دو باندیاں تھیں جو انہیں شب کو گانے سنایا کرتی تھیں۔"

وہ عمر فاروقؓ جسے دربار نبوت سے یہ خطاب ملے لَوْ كَانَ بَعْدِي نَبِيًّا لَكَانَ عُمَرُ" وہ عمر جس کو سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرما دے کہ جس گلی سے تو گزرتا ہے شیطان بھی وہاں سے بھاگ جاتا ہے۔ وہ گانا سنے اور فرمائش کر کے دربار سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں سنے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ان امور سے تو اس قدر نفرت ہے کہ۔

فتح مکہ کے دن جب عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے جن کا ترجمہ یہ ہے۔ اے اولادِ کفار اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ سے ہٹ جاؤ۔ آج ہم تم کو قرآن کے حکم کے مطابق ماریں گے جو دستوں کو

آپس میں الگ تھلگ کر دے گی۔ اے اللہ میں قرآن
کے فیصلے کو مانتا ہوں۔"

حضرت عمر فاروق نے حضرت عبداللہؓ سے فرمایا کہ تم یہاں اشعار پڑھ رہے ہو۔ اس پر حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اے عمرؓ ان کو یہ اشعار پڑھنے دو۔ یہ تو کفار کے دلوں میں تیروں سے زیادہ اثر کرتے ہیں۔"

(مبسوط کتاب السیر ص۳۹)

وہ عثمان رضی اللہ عنہ جس کو سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر حیادار قرار دیتے ہوں کہ ان سے ملائکہ بھی شرماتے ہیں۔ وہ رات کو باندیوں سے گانا سنتے۔ نعوذ باللہ

یہی پھلواری آگے چل کر گل افشانی کرتا ہے کہ

عبداللہؓ بڑے عبادت گذار فقیہ تھے۔ خود گاتے تھے اور
منڈیوں کو گانے سکھاتے بھی تھے۔" ص۲۹

اسی کتاب کے ص۹۹ پر فقہاء اور مشائخ کا گانا اور گانا سننے کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ مشائخ اور علماء جو گانا سنا کرتے تھے وہ علمی ادبی اشعار تھے یا قوالی اور نعتیہ کلام بھی۔ بلکہ وہ چند اشعار کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

"اس محبوبہ نے اپنی انگلیوں سے محبت سے کاغذ پر ایک پیغام
لکھ بھیجا جس میں خوشبو سے لکھا تھا کہ میں تم پر قربان تم مجھ سے
بے کھٹکے ملو کیونکہ مجھے تمہاری محبت سارے جہان میں

مشہور ہو چکی ہے۔ میں نے اس پیغامبر سے کہا کہ ذرا
ٹھہر و تاکہ میں آنکھوں اور سر کے بل چلوں" صفحہ ۲۹

اسی پر بس نہیں بلکہ

وہ بعض علماء، و صالحین گانے بجانے والوں کو دعوتوں میں
روپے بھی دیتے تھے" ص ۱۰

یہ ہے اس کتاب کا خلاصہ جو ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور نے شائع کی اور جسکو ترتیب دینے والا بدنام کنندہ نکو نامے چند شاہ محمد جعفر پھلواری ہے۔ یعنی

"عاشقوں کے نام و پیام کے اشعار گانے والوں کو انعام دینا، اس کام کیلئے عورتوں کو رکھنا، رات بھر اُن سے گانا سننا ڈھولک، سارنگی، اور بانسری وغیرہ بجانا یہ نہ صرف علماء کا کام رہا ہے بلکہ وفیات سے بڑھ کر تابعین، صحابہ اور خود داؤد علیہ السلام جیسے رسول ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کو حکم الہیٰ ہوا کہ گانے بجانے کو بطور عبادت کے ادا کریں اور امت کو بھی حکم دے دو"

اس سے زیادہ گمراہ کن اور کونسی کتاب ہو سکتی ہے۔ بس یہ کام نے اس سم قاتل کے دفاع کیلئے بطور تریاق اس کا جواب اسی وقت لکھنا شروع کیا اپنے تمام دوسرے علمی اور دینی مشاغل کو ترک کر کے اس طرف اس لئے متوجہ ہوا کہ اس سے کئی مسلمانوں کی گمراہی کا خطرہ ہے جو فحاشی اور فسق و فجور کی فراوانی میں ایسے لٹریچر جلتی پر تیل کا کام دیتے ہیں۔

تلعب بالقرآن کی ایک مثال

قرآن کریم نے یہود کی ایک مذموم عادت یہ بتائی ہے کہ وہ کتاب اللہ کی آیات کو اپنی چرب زبانی سے اس طرح بیان کرتے ہیں کہ سننے والا یہ سمجھ لیتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی بات ہے۔ مگر وہ سخت افترا کرتے ہیں۔ فرمایا۔

وَإِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلْوُونَ أَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَمَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ۝ (آل عمران ۷۸)

ترجمہ۔ اور بیشک ان میں ایک جماعت ہے کہ کتاب کو زبان مروڑ کر پڑھتے ہیں تاکہ تم یہ خیال کرو کہ وہ کتاب میں سے ہے حالانکہ وہ کتاب میں نہیں ہے، اور وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے ہاں سے ہے حالانکہ وہ اللہ کے ہاں سے نہیں۔ اور اللہ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولتے ہیں

اگرچہ قرآن کریم کی ہی یہ شہادت ہے کہ مفتری اور کذاب صرف دنیاوی طمع کے لالچ میں کچھ دولت حاصل کرتے ہیں۔ مگر وہ اپنے نظریۂ فاسدہ میں کامیاب نہیں ہو سکتے۔ ارشاد قرآنی ہے۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَا تَصِفُ أَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هَٰذَا حَلَالٌ وَهَٰذَا حَرَامٌ لِتَفْتَرُوا عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ

ترجمہ۔ اور اپنی زبانوں سے جھوٹ بنا کر نہ کہو کہ یہ حلال ہے اور حرام ہے تاکہ اللہ پر بہتان باندھو بے شک جو

اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ مَتَاعٌ قَلِیْلٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ	اللہ پر بہتان باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہو گا۔ تھوڑا سا فائدہ اٹھائیں اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

(النحل ۱۱۶-۱۱۷)

تاریخ فرق اسلامیہ جاننے والے حضرات بخوبی واقف ہیں کہ خلافت راشدہ کے بعد کئی فتنے مختلف صورتوں میں پیدا ہوئے۔ مگر آج ان کے نام و نشان تک مٹ گئے وقتی طور پر ان کو کچھ کامیابی ملی، مگر آخر کار نیست و نابود ہو گئے۔ اسی طرح پھلواری صاحب نے قرآن کریم کو چرب زبانی سے اپنے مدعا کیلئے استعمال کرنے کی مذموم سعی کی تھی۔ قرآن کی جمال پسندی، حسن و جمال پر قرآنی آیات سے استدلال کیا۔ یہ ثابت کرنے کی کوشش ہے کہ خوبصورتی رمیک اپ احسن و جمال زیب و زینت سب مرغوب باری تعالیٰ ہیں۔ میں یہاں صرف ایک ارشاد جو قرآنی مفہوم کو از خود واضح کر دے گا پیش کرتا ہوں۔

لفظ حُسن سے مراد قرآن کریم میں خوش آوازی نہیں اور نہ یہ فحاشی اور عیاشی اشعار کا گانا مراد ہے۔ بلکہ قرآن کریم نے خود حسن کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا۔

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَی اللّٰہِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (حٰم السجدہ ۳۳)	(ترجمہ) اور اس سے خوبصورت کس کی بات ہے جس نے لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا اور خود بھی اچھے کام کئے اور کہا بیشک میں بھی فرمانبردار ہوں۔

یعنی سب سے اچھی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا جائے۔ اور وہ بلانے والا فاسق و فاجر حدود اللہ کا توڑنے والا نہ ہو۔ بلکہ زبانی طور سے اطاعت کا اقرار کرنے کے ساتھ ساتھ خود بھی اعمال صالحہ کا پابند ہو۔

نوٹ:۔ شاید پھلواری صاحب کے مشورہ سے ریڈیو والوں نے اپنے لیٹر پیڈ پر یہ آیت کریمہ درج کر دی ہے "قُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا" (بقرہ ع ۸۳)

اسی طرح قرآنی اصطلاح میں زیب و زینت سے مراد وہ باوقار کیفیت ہے جو رجوع الی اللہ کے لئے ہے۔ ارشاد قرآنی ہے۔

يٰبَنِيٓ اٰدَمَ خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ وَّكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ (الاعراف ع ۳۱)	ترجمہ۔ اے اولاد آدمؑ! تم مسجد کی حاضری کے وقت اپنا لباس پہن لیا کرو اور کھاؤ اور پیو اور حد سے نہ نکلو (حرام کو حلال نہ کرو) بے شک اللہ تعالیٰ حد سے نکلنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اور جو زینت دین الٰہی سے بغاوت در یا بنو تا شہرتی سکھاتی ہو وہ سراسر معیوب ہے۔ اور اس سے احتراز کرنا ضروری ہے۔ جیسا کہ قارون کو زینت حاصل تھی۔ اور فرعون کو حاصل تھی۔ اور وہ اس زینت سے خلق خدا کو گمراہ کرتے تھے۔ ان کے لئے پیغمبر برحق موسیٰ علیہ السلام نے بد دعا کی جو قبول ہو گئی قرآن کریم کی شہادت ہے

وَقَالَ مُوْسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ	ترجمہ۔ اور موسیٰ علیہ السلام نے کہا اے ہمارے رب تو نے فرعون اور اس کے

زِينَةً وَّاَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا رَبَّنَا لِيُضِلُّوا عَنْ سَبِيلِكَ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰى اَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلٰى قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيمَ ۔ قَالَ قَدْ اُجِيبَتْ دَّعْوَتُكُمَا (یونس ۸۸-۸۹)

سرداروں کو دنیا کی زندگی میں زینت اور مال دیتے اے ہمارے رب نتیجہ نکلا کہ انہوں نے لوگوں کو تیری راہ سے بھٹکا دیا۔ اے ہمارے رب ان کے مالوں کو برباد کردے۔ ان کے دلوں کو سخت کردے تاکہ وہ دردناک عذاب دیکھے بغیر ایمان نہ لائیں (جنانچہ ہوا) تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے شک تمہاری دعا قبول ہو چکی۔

پھلواری صاحب نے ان تمام آیات کو ذکر کیا جن میں لفظ حسن اور اس کے مشتقات لفظ زینت لفظ جمال آیا ہے۔ اور پھر نتیجہ کے طور پر یہ لکھا کہ۔

"بلاشبہ یہاں موسیقی کا کوئی ذکر نہیں لیکن آواز کی نرمی اپنی کرختگی کے مقابلے میں یقیناً عنداللہ بھی محبوب ہے۔ نرم آوازیں جہاں ادب اور عاجزی کا پتہ دیتی ہیں وہاں حسن صورت کا بھی پہلو رکھتی ہیں۔ مختصر یہ کہ جہاں بد آوازی سے کراہت اور نفرت ہوتی ہے وہاں خوش آوازی اپنے اندر دلکشی اور محبوبیت بھی رکھتی ہے، اور یہ عین فطرت ہے۔ ایک خورد سال بچہ بھی موسیقی سنکر اپنا رونا بھول جاتا ہے اور کہتے ہیں کہ سانپ بین کی سریلی موسیقی

سنکر مست ہو جاتا ہے اور یہ کسے معلوم نہیں کہ حدّی خوانی کا اونٹوں کی رفتار پر کیا اثر ہوتا ہے۔ اس کے اثر کا انکار گویا بداہت کا انکار ہے۔ بلکہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ موسیقی فطرت میں داخل ہے اور پرورش انسان آہستہ وابستہ رہی ہے۔ ذ ص ۲۳۔

پھلواری صاحب نے اگر قرآن کی سورۃ احزاب کی آیت ۳۲ کا مطالعہ فرمایا ہوتا تو ان کو معلوم ہوا ہوتا کہ غیر محرم کے ساتھ بات کرتے ہوئے حسن صوت نہیں کرختگی عند اللہ محبوب ہے۔ فرمایا۔

إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ

ترجمہ۔ اگر تم اللہ سے ڈرتی ہو تو دبی زبان سے بات نہ کیا کرو (اس سے) جس کے دل میں مرض ہے وہ طمع کرے گا۔

آیت کریمہ میں امہات المومنین رضی اللہ عنہن کو خطاب فرمایا ہے جنکو قرآن کریم نے وازواجہ امہاتہم (احزاب ۶) اور نبی علیہ السلام کی بیویاں مسلمانوں کی مائیں ہیں۔ امت کی مائیں قرار دیا ہے۔ یہ امت کی مائیں جن کا دامن تقدس اس قدر پاکیزہ ہے کہ آج دنیا کی کوئی عورت اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی بات کرنے والوں میں وہ پاکیزہ وجود بھی ہیں جن سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں مگر خدا نے بطور اصول عصمت بیان کرتے ہوئے فرما دیا کہ۔

اگر خوف خدا ضروری ہے تو کسی سے بھی ایسی نرم آواز و حسین لہجہ میں بات نہ کرو سب بات کرنے والے برابر نہیں۔ ان میں وہ بھی ہو سکتے ہیں جن کے دلوں میں فسق و فجور اور محبت معاصی کا روگ لگا ہوا ہے۔ شاید وہ نرم آواز سے کسی مغالطہ میں

مبتلا نہ ہو جائیں ۔ اسی لئے اجنبی عورتوں کو سلام دینا بھی ممنوع قرار دیا گیا ہے ۔ کہ کہیں فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں ۔

قال القرطبی لا یسلم علی النساء الشابات الاجانب خوف الفتنۃ

ترجمہ: امام قرطبی فرماتے ہیں کہ اجنبی جوان عورتوں پر سلام نہ کہے۔ اس سے فتنے کا خطرہ ہے ۔

اسی طرح اگر ان کے ہاں کوئی بچہ ہو تو اس کو روتے وقت اور سلاتے وقت بجائے ریڈیو کی موسیقی کے صرف اللہ کا نام لیکر سلائیں وہ سو جائے گا۔ پہلے زمانہ میں ماؤں کا یہی دستور تھا ۔ اسی طرح سانپ کا بین سے مست ہو جانا اور اونٹ کا جوش میں آجانا واقعی ٹھیک ہے ۔ مستی کے لئے تو آج کل کی موسیقی تجربہ ثابت ہو چکی ہے ۔ مگر برائے خدا اس کو رجوع الی اللہ کے لئے استعمال کرنے کا مشورہ نہ دیں ۔ اگر احادیث پر نظر ہو تو اس حدیث کا مطالعہ کریں جس میں ایک سفر کے دوران جس میں خواتین بھی شریک سفر تھیں ۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے انجشہ حدی خوان کو فرمایا کہ "انجشہ خیال سے کام لو آبگینے ہیں (بخاری و مسلم)

اس ارشاد کے دو معنی ہو سکتے ہیں اگر حدی کے نشے میں آکر اونٹ مستی کرنے لگے تو اس سے خواتین کے گرنے کا خطرہ ہے ۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے ان کے لئے خوش آوازی اور یہ لے مناسب نہیں ۔ قرآن کریم نے تو ہمیں یہی بتایا ہے کہ مومن کے دل کا سرور اور اطمینان صرف ذکر الٰہی سے ہے ارشاد فرمایا ۔

وَفَرِحُوا بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا
وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا فِي
الْاٰخِرَةِ اِلَّا مَتَاعٌ (رعد ۲۶)
اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ
بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ
تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ط
(الرعد ۲۸)

ترجمہ۔ اور یہ دنیا کی زندگی پر خوش ہیں اور دنیا کی زندگی آخرت کے مقابلہ میں کچھ نہیں۔ مگر تھوڑا سا اسباب۔ وہ لوگ جو ایمان لائے۔ اور ان کے دلوں کو اللہ کے ذکر سے تسکین ہوتی ہے۔ یاد رکھو اللہ کی یاد ہی سے دل تسکین پاتے ہیں۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ
اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ
وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ
زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ
يَتَوَكَّلُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ
الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ
يُنْفِقُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ
الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا لَهُمْ دَرَجٰتٌ
عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ
كَرِيْمٌ ط (انفال ۲تا۴)

(ترجمہ) ایمان والے وہی ہیں جب اللہ کا نام آئے تو ان کے دل ڈر جائیں اور جب اس کی آیتیں ان پر پڑھی جائیں تو ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں وہ جو نماز قائم رکھتے ہیں اور جو رزق ان کو ہم نے دیا ہے اس سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ یہی سچے ایمان والے ہیں ان کے رب کے ہاں ان کیلئے درجے ہیں اور عزت کا رزق ہے۔

البتہ بعض ایسے بھی لوگ ہیں جن کے ہاں ذکر اللہ کا کوئی دخل نہیں۔ قرآن حکیم سے نہ انس نہ تعلق، مجلس قرات وتجوید سے نفرت، لائبریریاں

قرآن حکیم سے خالی ، نماز سے دور مگر شمع اور نعماتک کے دلدادہ کچے پکے گانوں کے ماہر ، محفل رقص و سرود کے کرتا دھرتا ہیں ۔ ان کے بارے میں قرآن حکیم کا ارشاد ہے ۔

وَإِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ وَإِذَا ذُكِرَ الَّذِينَ مِن دُونِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ۔ (الزمر ۴۵)

(ترجمہ) اور جب ایک اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو جو لوگ قیامت پر یقین نہیں رکھتے ان کے دل نفرت کرتے ہیں (کہ وہ صرف دنیاوی مسرتوں کے طالب ہیں) اور جب اس کے سوا اوروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو فوراً خوش ہو جاتے ہیں ۔

علی ہذا القیاس قرآن کریم میں معیار حسن اور قبولیت ظاہری زیب و زینت حسن وجمال نہیں ۔ بلکہ قرآن حکیم کے ہاں تو معیار قبولیت ایمان ہے ارشاد قرآنی ہے ۔

وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّن مُّشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ أُولَٰئِكَ يَدْعُونَ إِلَى النَّارِ وَاللَّهُ يَدْعُو إِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِإِذْنِهِ (بقرہ ۲۲۱)

ترجمہ اور البتہ مومن غلام (بھی) مشرک سے بہتر ہے اگرچہ وہ تمہیں اچھا ہی لگے ۔ (کیونکہ) یہ مشرک دوزخ کی طرف بلاتے ہیں اور اللہ جنت اور بخشش کی طرف اپنے حکم سے بلاتا ہے

خلاصۃ المرام یہ ہے کہ

ایک مسلمان کیلئے کسی بات کے قبول کرنے یا نہ کرنے کا سب سے بڑا معیار

خداوند قدوس کا ارشاد ہے۔ اگر قرآن حکیم یا اس کی تشریح سنت نبوی سے ایک بات صحیح ثابت ہو جائے اس کو مان لیا جائے اور اگر اس کے خلاف تعلیمات ہوں تو اس سے گریز کیا جائے۔ خواہ انسان طبعی طور سے یا دلائل منطقیانہ سے اس کو پسند کرے یا ناپسند۔ ارشاد قرآنی ہے۔

وَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ؏
(بقرہ ع۲۱۶)

ترجمہ۔ اور ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند سمجھو مگر وہ اللہ کے ہاں تمہارے لئے بہتر ہو اور ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو اور وہ تمہارے لئے نقصان دہ ہو اور اللہ ہی نفع و نقصان کو جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

قرآن کریم نے خصوصی طور سے خواہشات نفسانی کو معبود بنا لینے سے روکا ہے۔ جو حق میں آیا اسے قرآن سے ثابت کرنے کی مذموم سعی کی۔ قرآن حکیم نے اس علم کو ایسی گمراہی قرار دیا ہے کہ اس کی اصلاح بھی ناممکن ہی سمجھ لیجئے۔ ارشاد فرمایا۔

اَفَرَاَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ

(ترجمہ بھلا آپ نے اسکو بھی دیکھا جو اپنی خواہش کا بندہ بن گیا۔ اور اللہ نے اسکی سمجھ کے باوجود اسکو گمراہ کر دیا۔ اور اس کے کان اور دل پر مہر کر دی، اور اس کی آنکھ پر پردہ، پھر اللہ کے بغیر اسے کون ہدایت

اَفَلَا تَذَکَّرُوْنَ — کر سکتا ہے پھر تم کیوں نہیں سمجھتے۔ (الجاثیہ ۲۳)

اسی تلعب بالقرآن کی ایک مثال اس کتاب میں ملتی ہے۔ جسے "اسلام اور موسیقی" کے نام سے شائع کیا گیا۔

گانا بجانا اور قرآن

پھلواری صاحب کو قرآن کریم سے تو گانے بجانے کا ثبوت نہ مل سکا۔ البتہ انہوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق بائبل کے حوالے سے یہ ثابت کیا۔ ۳۴

(۱) حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس متعدد مغنی گانے والے موجود تھے۔

(۲) عام طور پر بانسری، بربط، ستار، دف اور جھانجھ بطور ساز استعمال کیے جاتے تھے۔

(۳) خاص گیتوں کے لئے خاص خاص سُر مقرر تھے۔

(۴) صرف حضرت داؤدؑ نہیں بلکہ حضرت سلیمانؑ اور ان کے وزیر آصف بھی یہ گیت گاتے تھے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق بائبل اور قرآن کا نظریہ بائبل تو حضرت داؤد علیہ السلام کو

(الف) بادشاہ مانتی ہے۔

(ب) اور وہ بھی ایسا بادشاہ جس نے کبھی دھوکے سے کام لیا ہو۔

(ج) حضرت داؤد علیہ السلام شاعر اور موسیقار تھے۔

(د) جو حمدیں ان کی طرف منسوب ہیں وہ غیر یقینی ہیں۔

(انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا جلد ساتویں ص۲۷ بحوالہ

(ڈکشنری آف بائیبل اور انسائیکلوپیڈیا آف بائیبل)

بائیبل نے جو اخلاقی کیفیت حضرت داؤد علیہ السلام کی بیان کی ہے اس کے لئے سموئیل ۲۔ ۱۱ تا ۱۲ ملاحظہ کر لیں۔ ملاحظہ کیا جائے۔ کیا پھلواری صاحب حضرت داؤد علیہ السلام کو اسی طرح مانتے ہیں؟ مگر قرآن کریم نے حضرت داؤد علیہ السلام کا تعارف جس طرح کرایا ہے وہ درج ذیل ہے۔

(۱) وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الْأَيْدِ إِنَّهُ أَوَّابٌ ۝ إِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهُ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْإِشْرَاقِ وَالطَّيْرَ مَحْشُورَةً كُلٌّ لَهُ أَوَّابٌ وَشَدَدْنَا مُلْكَهُ وَآتَيْنَاهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ۝

(ص ۱۷ تا ۲۰)

(ترجمہ) اور یاد کرو ہمارے بندے داؤد کو جو بڑا طاقتور تھا بیشک وہ (اللہ کی طرف) رجوع کرنے والا تھا بیشک ہم نے پہاڑوں کو اس کے تابع کر دیا تھا کہ وہ شام اور صبح تسبیح کرتے تھے۔ اور پرندوں کو بھی جو جمع ہو جاتے تھے ہر ایک اس کے تابع تھا اور ہم نے اس کی سلطنت کو مضبوط کر دیا تھا اور ہم نے اس کو نبوت دی اور اچھے فیصلے کرنے کا سلیقہ

(۲) يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ ۝

(ص ع ۲۶)

اے داؤد بے شک ہم نے آپ کو زمین میں نائب بنایا ہے۔

(۳) وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا يٰجِبَالُ اَوِّبِىْ مَعَهٗ وَالطَّيْرَ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۝ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِى السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝

(السبا ع ۱۰، ۱۱)

اور بیشک ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے بزرگی دی تھی اے پہاڑو ان کے ساتھ مل کر تسبیح کیا کرو، اور پرندوں کو بھی ان کے تابع کر دیا تھا اور ہم نے ان کیلئے داگ کے بغیر لوہا نرم کر دیا تھا کہ کشادہ پوری زرہیں بنائیں اور اندازے سے کڑیاں جوڑو اور تم امت کے لوگو سب نیک کام کرو۔ بے شک میں تمہارے عملوں کو دیکھنے والا ہوں۔

(۴) اِنَّآ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ كَمَآ اَوْحَيْنَآ اِلٰى نُوْحٍ وَّالنَّبِيّٖنَ مِنْۢ بَعْدِهٖ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَعِيْسٰى وَاَيُّوْبَ وَيُوْنُسَ وَهٰرُوْنَ وَسُلَيْمٰنَ وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا ۝

(النساء ۱۶۳)

ہم نے تیری طرف وحی بھیجی جیسا نوح پر وحی بھیجی، اور ان نبیوں پر جو اس کے بعد آئے اور ابراہیم اور اسماعیل اور اسحٰق اور یعقوب اور اس کی اولاد اور عیسٰی اور ایوب اور یونس اور ہارون اور سلیمان پر وحی بھیجی اور ہم نے داؤد کو زبور دی۔

(۵) وَوَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ كُلًّا هَدَيْنَا وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۔ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ (انعام ۸۴-۸۹)

اور ہم نے اس (ابراہیم) کو اسحٰق اور یعقوب بخشا۔ ہم نے سب کو ہدایت (نبوت) دی اور نوح کو بھی پہلے ہدایت (نبوت) دی اور اسکی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان اور ایوب اور یوسف اور موسٰی اور ہارون ہیں۔ اور اسی طرح ہم نیکو کاروں کو بدلہ دیا کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کو ہم نے کتاب اور شریعت (حرام اور حلال کرنے کا حکم) اور نبوت دی۔

(۶) وَاٰتَيْنَا دَاوٗدَ زَبُوْرًا (بنی اسرائیل ۵۵)

اور ہم نے داؤد علیہ السلام کو زبور دی۔

(۷) وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ يُسَبِّحْنَ وَالطَّيْرَ وَكُنَّا فٰعِلِيْنَ ۔ وَعَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْ بَاْسِكُمْ فَهَلْ اَنْتُمْ شٰكِرُوْنَ ۔ (الانبیاء ۷۹-۸۰)

اور ہم نے داؤد کے ساتھ پہاڑ اور پرندے تابع کر دیئے تھے۔ جو تسبیح کیا کرتے تھے۔ اور ہم نے تمہارے لئے زرہیں بنانا بھی سکھایا تاکہ تمہیں (لڑائی میں) محفوظ رکھیں۔ پھر کیا تم شکر کرتے ہو۔

(۸) وَلَقَدْ اٰتَيْنَا دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ عِلْمًا ۚ وَقَالَا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ فَضَّلَنَا عَلٰى كَثِيْرٍ مِّنْ عِبَادِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ (النمل ر۱۵)	اور ہم نے داؤدؑ اور سلیمانؑ کو علم (نبوت) دیا۔ اور ان دونوں نے کہا کہ سب تعریف اس اللہ کی ہے جس نے ہم دونوں کو اپنے بہت سے مومن بندوں پر فضیلت دی۔

آیات مسطورہ بالا میں حضرت داؤد علیہ السلام کا تعارف یوں کرایا گیا۔

الف:۔ آپ اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں۔ ان کو کتاب دی گئی۔

ب:۔ ان کی کتاب کا نام زبور ہے۔

ج) وہ اللہ تعالیٰ کے اسی طرح رسول اور نبی ہیں جس طرح باقی انبیاء اور رسل ہیں علیہم السلام۔

د:۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے لفظ خلیفہ سے مخاطب فرمایا۔

ھ:۔ آپ کو اور آپ کے بیٹے سلیمانؑ کو بہت سے ایمانداروں پر شرف دیا۔

و:۔ آپ کے معجزات میں سے مندرجہ ذیل ہیں۔

آپ کے ساتھ پہاڑوں اور پرندوں کا تسبیح کرنا۔

آپ کے ہاتھ پر لوہا نرم کر دیا گیا تھا۔ اور اس سے وہ زرہیں بناتے تھے۔

وہ بڑے صاحب قوت تھے۔

وہ معاملہ فہم تھے۔ علیہ السلام ۔

قبل از اعلان نبوت و اعطائے رسالت بھی آپ اس قدر سپاہ دار اور زور آور تھے۔ کہ آپ نے جالوت کو قتل کیا تھا۔

وَقَتَلَ دَاوُدُ جَالُوتَ (البقرہ ۲۵۱) اور داؤد نے جالوت کو مار ڈالا

اگر حضرت داؤد علیہ السلام واقعی ستار بجانے والے گانے والے تھے تو قرآن اس کا ذکر کہیں کر دیتا۔ قرآن کریم کی اس شہادت حقہ کے بعد بائیبل کے محرف حوالوں سے اللہ تعالیٰ کے اس مقدس رسول علیہ السلام کے خلاف ایسے سنگین الزامات عائد کر دینا سب سے بڑا گناہ اور جرم عظیم ہے۔ اسی طرح حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق یہ الزام کہ وہ بھی گیت گاتے تھے۔ ظلم عظیم ہے۔ قرآن عظیم نے حضرت سلیمان کے متعلق فرمایا۔

نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوَّابٌ (ص ۳۰) حضرت سلیمان بہت اچھے بندے اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والے تھے

تنبیہہ: پھلواری صاحب نے معجزہ نبی کا انکار کرتے ہوئے یہ لکھا "پہلی آیت کی تفسیر اس وقت ہمارے پیش نظر نہیں۔ تاہم سرسری طور پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی تسبیح اور مناجات کا انداز ایسا دلکش اور مسحور کن ہوتا تھا۔ کہ در و دیوار سے وہی چیز نکلتی معلوم ہوتی تھی اور پرندوں پر بھی بے خودی طاری ہو جاتی تھی۔"

(کتاب موسیقی اور اسلام صفحہ ۳۲)

یعنی آپ کی موسیقی کی گونج پہاڑوں سے اٹھا کرتی تھی، در و دیوار لفظ قرآن میں کہاں ہے؟ قرآن میں لفظ جبال ہے اور ان کو حکم دیا

یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَہٗ یعنی پہاڑ بھی رجوع الی اللہ کرتے تھے اور یہ کیوں مستبعد ہے جب کہ قرآن کریم کی شہادت ہے کہ

"اگر ہم اس قرآن کو پہاڑ پر نازل کر دیتے تو وہ بھی خشیت الٰہی سے ریزہ ریزہ ہو جاتا۔"

(ترجمہ آیت ۲۱ سورہ الحشر)

قرآن ہی میں ہے کہ جب تجلی الٰہی کوہ طور پر ہوئی تو وہ ریزہ ریزہ ہو گیا۔ ارشاد قرآنی ہے۔

فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّہٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَہٗ دَکًّا ط

پھر جب اس کے رب نے پہاڑ کی طرف تجلی کی تو اس کو ریزہ ریزہ کر دیا۔

(اعراف ۱۴۳)

سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ پر تشریف لے گئے تو وہ کانپ اٹھا۔ بقول اقبال مرحوم

"یہ مجاز نہیں بلکہ حقیقت ہے جب کہ ساری کائنات نبی کے سامنے ہیچ اور تابعدار ہے تو ایک پہاڑ کی کیا وقعت ہے۔"

(المنول موتی ص۲۷)

ندوۃ العلماء کے تاج کا کوہ نور سید سلیمان ندوی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

"اس نبی علیہ السلام کی انگلیاں پانی کی نہریں بہاتی ہیں آپ کے نفس پاک سے بیمار تندرست ہو جاتے ہیں۔ اور مردے جی

اٹھتے ہیں۔ وہ تنہا مٹھی بھر خاک سے پوری فوج کو تہ وبالا کر سکتا ہے
کوہ وصحرا، بحر و بر، حیاتدار اور بے جان، بحکم الٰہی سب
اس کے آگے سرنگوں ہو جاتے ہیں۔"

(سیرۃ النبی جلد سوم ص۳)

جب اسی آیت میں ان کے ہاتھ سے لوہے کے نرم ہونے کا ذکر ہے تو
پہاڑوں اور پرندوں کا تسبیح کرنا کیوں ناممکن ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق قرآن کی تعلیمات

فائدہ! کا خلاصہ گزر چکا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق فرمایا۔ کہ
سب نمازوں سے محبوب اللہ تعالیٰ کے ہاں حضرت داؤد علیہ السلام
کی نماز ہے۔ کہ آدھی رات سویا کرتے تھے اور ایک تہائی اللہ تعالیٰ کو
یاد کرکے پھر چھٹا حصہ رات کا آرام فرمایا کرتے تھے۔
سب سے بہتر اور محبوب روزہ اللہ تعالیٰ کے ہاں حضرت داؤد
علیہ السلام کا روزہ ہے کہ آپ ایک دن روزہ رکھا کرتے تھے اور ایک دن
افطار فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری، مسلم)

اوراق آئندہ میں گانے بجانے کی حرمت اور پھلواری صاحب کے
دلائل باطلہ کا رد قرآن حکیم، احادیث، اجماع امت کی روشنی میں پیش کیا
جائے گا۔ ان اوراق میں کتاب "جامع التحریر" کو چراغ راہ بنایا گیا ہے۔
کتاب جامع التحریر فی حرمۃ الغنا والمزامیر" میرے والد ماجد محی السنۃ

الحاج قاضی غلام جیلانی قدس سرہ العزیز کی تصنیف ہے۔ جو مغفور نے آج سے پچاس سال پہلے شائع فرمائی تھی۔ اور اس کا معقول جواب لکھنے والے کے لئے ایک ہزار روپیہ نقد انعام مقرر کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور مسلمانوں کو گمراہی سے محفوظ رکھیں۔ آمین

قاضی محمد زاہد الحسینی عفی عنہ

۲۴ محرم سنہ ۸۳ھ مطابق ۲۰ جون سنہ ۶۳ء

ایبٹ آباد

مختصر تذکرہ حضرت والد ماجد قدس سرہٗ

آپ کا اسم گرامی قاضی غلام جیلانی ولد مولانا نادر حسین ہے آپ علوم ظاہریہ و باطنیہ میں نافل روزگار تھے حضرت خواجہ محمد سراج الدین رحمہ اللہ موسیٰ زئی شریف سے آپ کو خلافت طریقت حاصل تھی شیخ الدلائل عبد الحق مہاجر مکی نے آپ کو دلائل کی اجازت کا مجاز فرمایا۔ مولانا عبد الاول مرحوم جونپوری جیسے فضلاء حضرت سے فیضیاب تھے آپ نے رد بدعت اور احیاء سنت کے سلسلہ میں تقریباً پچاس کتابیں لکھیں، بنگال اور گجرات میں آپ کے مریدوں کی تعداد ہزاروں تک ہے۔ آپ ۳ ذیقعدہ ۱۳۵۶ھ کو رحلت فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

پھلواری کی تردید

اس سے قبل کہ گانے بجانے کی حرمت قرآن و سنت، اجماع امت اور تعامل اولیاء اللہ سے ثابت کی جائے۔ بہتر معلوم ہوتا ہے کہ پھلواری کے ان دلائل کا تجزیہ کیا جائے۔ جو اس نے اس کے جواز میں پیش کئے۔

پہلی حدیث، ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ۔

"حضور نے مجھ سے فرمایا کہ میں رات تمہاری تلاوت قرآن سن رہا تھا تمہیں تو لحن داؤدی عطا ہوا ہے۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سن رہے ہیں تو میں اور عمدگی سے پڑھتا" ص۳۴

اس حدیث میں نہ گانے کا ذکر نہ سُر کا ذکر بلکہ مقصد واضح ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نہایت پیار اور محبت سے تلاوت قرآن کریم فرماتے تھے جس میں خود لفظ تلاوت موجود ہے۔ اس کا کون انکار کر سکتا ہے کہ قرآن کریم کی تلاوت نہایت ادب و احترام اور دلی لگاؤ سے کی جائے اس سے گانے کا جواز کیسے نکل آیا؟

دوسری حدیث طبرانی کی ایک روایت ہے کہ حضور صلی اللہ وسلم نے پوچھا اس یتیمہ کا جو عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی،

کیا ہوا۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ ہم نے اسے اس کے شوہر کے پاس رخصت کر دیا۔ فرمایا تم نے کوئی عورت اس کے ساتھ نہ کر دی جو گاتی اور دف بجاتی ہوئی ساتھ جاتی۔ الخ صفحہ ۳۰

اس کے جواب میں سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر دلہن کی رخصتی پر گانے والی کا ساتھ بھیجنا ضروری ہوتا تو آپ اپنی لخت جگر فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ضرور بھیجتے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے علامہ بدرالدین عینی نے فرمایا حدیث ضعیف وقال احمد حدیث منکر (عینی شرح بخاری جلد ۹ صفحہ ۱۳۴)

تیسری حدیث میں ہے کہ

ربیع بنت معوذ کی رخصتی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر رونق افروز ہوئے اور وہاں ان کے گھرانے کی چند لڑکیاں دف بجا بجا کر جنگ بدر میں شہید ہونے والے بزرگوں کی مدح سرائی کرنے لگیں۔ ایک نے اچانک یہ کہہ دیا ہم میں ایسا عظیم نبی تشریف فرما ہے جو جانتا ہے کہ کل کیا ہوگا۔ ؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ چھوڑ دو اور وہی کہو جو پہلے کہہ رہی تھی۔

اس حدیث سے پھلواری صاحب گانے کا نہ صرف جواز نکالا، بلکہ اس سے اس نے یہ بھی ثابت کرنے کی کوشش کی کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے گانے والوں کی اصلاح کی ؟ جیسا کہ ان کی کتاب ریاض السنۃ صفحہ ۴۹ مطبوعہ ادارہ ثقافت اسلامیہ میں موجود ہے۔ اس روایت پر اگر غور سے نظرِ انصاف ڈالی جائے تو مندرجہ ذیل امور واضح ہو جاتے ہیں۔

(۱) وہ پیشہ ور گانے والی عورتیں نہ تھیں جس پر لفظ لنا (لنا) ہمارے خاندان کی) دلالت کر رہا ہے۔

(۲) وہ عورتیں نہ تھیں بلکہ چھوٹی بچیاں تھیں۔ جو مہربات جویریہ ہے جو کہ جاریہ کی تصغیر ہے یعنی چھوٹی بچی۔

(۳) وہ گانی نہیں تھیں بلکہ شہداء بدر کے محاسن بیان کرتی تھیں، (اندبیہ) مندبہ کا معنی لغت الحدیث مختارات الصحاح میں ہے۔

"ندب المیت بکی عَلَیْهِ وعدد محاسنہ"

اس میں گانے کا مفہوم کہاں سے نکلا۔؟

(۴) حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو شہداء بدر کی مدح اور ان کے حالات سننے کا شوق تھا۔ اس لئے وہی کہنے کا حکم فرمایا، اس میں کون اصلاح فرمائی۔ کونسا وزن درست فرمایا، کونسی دھن اور سُر بتائی (نعوذ باللہ) قرآن کریم تو سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرمارہا ہے

وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ — ہم نے آپ کو نہ شعر سکھایا اور
وَمَا يَنْبَغِي لَهُ ط — نہ شعر آپ کے منصب نبوت کے
(یٰسٓ) — مناسب ہے۔

اس لئے اگر آپ سے کوئی مسجع اور مقفیٰ بات ثابت بھی ہو جائے تو علماء کرام نے اس کو شعر نہیں کہا۔ جیسا کہ بنا مسجد قبا کے موقع پر سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا۔

لا عیش الا الاخرہ — اللّٰهم ارحم الانصار والمهاجرہ

مشہور مورخ اسلام وسیرت نگار ابن ہشام رقمطراز ہے
کہ آپ کا یہ ارشاد۔

کلام ولیس برجیز	ترجمہ، کلام ہے رجز شعر نہیں

امام شافعی رحمتہ اللہ جیسے جلیل القدر امام جن کے مقلد امام غزالی
جیسے بلند پایہ امام ہیں۔ فرماتے ہیں۔

لولا الشعر بالعلماء	ترجمہ) اگر شعر علماء کے لیے باعث
یزری لکنت الیوم اشعر	عیب نہ ہوتا تو میں آج لبید سے
من لبید	بھی اچھا شاعر ہوتا۔

بہرکیف قرآن کریم کی اس نص قطعی کے خلاف سید دو عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کی سیرت اقدس کو باعیار بنانا اسلام دوستی اور اطاعت
رسول نہیں، اس لئے یہ حدیث اور یہ واقعہ بھی گانے بجانے کے خلاف
ہے۔ اگر گانا بجانا موجودہ رسوم کے مطابق درست ہوتا تو وہ لڑکیاں
بجائے جنگ بدر کے شہداء کے مناقب اور اوصاف کے دوسرے
گیت گاتیں۔ وہ مجاہد اور غیور قوم تھی، ان کے ہاں شادی میں بھی ایسے ہی
اشعار پڑھے جایا کرتے تھے، جن کا تعلق قوم کے ارتقاء کے ساتھ ہو آخر
حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کو کیوں رد کرتے ؟

چوتھی حدیث! جس میں ذکر ہے کہ حضرت عائشہؓ کے پاس
عید کے دن دو لڑکیاں جنگ بعاث کے متعلق اشعار پڑھ رہی تھیں
اس سے بھی گانا بجانا ثابت نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ۔

(الف) وہ دو لڑکیاں پیشہ ور گانے والی نہ تھیں۔ اسی روایت میں عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں ولیستا بمغنیتین (وہ دونوں لڑکیاں گانے والی نہ تھیں)

نوٹ: پھلواری صاحب نے یہ حدیث نقل کرتے ہوئے یہ جملہ ذکر ہی نہیں کیا۔ اسے کہتے ہیں صحافتی خیانت اور دینی سرقہ۔

ب:۔ اسی روایت میں ہے کہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ اقدس دوسری طرف پھیر لیا (آپ نے ان کو انعام نہیں دیا اور نہ ان کی ہمت افزائی کی)

ج: یہی روایت مسلم میں ہے۔ اس میں ہے کہ سید الانبیاء نے چہرۂ اقدس کو ڈھانپ لیا تھا

د) حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان لڑکیوں کو ڈانٹا۔

ھ) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ان کو اشارہ کیا وہ چلی گئیں۔

و:۔ یہ اشعار بھی جنگ بعاث کے متعلق تھے ان کے گاتے وقت نہ ساز تھا نہ سوز تھا۔ نہ تالی تھی نہ طبلہ، ایسے اشعار پڑھنے جن سے جذبہ جہاد اور قومی وقار پیدا ہو جاتے ہیں

ز:۔ اسی حدیث میں تصریح ہے کہ عید کا دن تھا۔

پانچویں حدیث (جس میں سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال میں انصار مدینہ کی بچیوں کا وہ اشعار پڑھنا منقول ہے) اس سے بھی گانے بجانے

سا کوئی ربط اور تعلق نہیں۔ اس لئے کہ

(الف) یہ اشعار مدحیہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت اور صفت ہے۔

(ب) اس میں کہاں ذکر ہے کہ ساز اور باجے ساتھ تھے۔

خلاصہ یہ کہ پھلواری صاحب نے اپنے مدعا کے لئے ایک بھی صحیح حدیث پیش نہ کی جس سے یہ ثابت ہو کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے گانے بجانے کو "ثقافت اسلامی" کا ایک حصہ قرار دیا۔ علم الشعر اور موسیقی کے لئے کوئی ادارہ قائم کیا۔ یہ صرف چند جزوی واقعات ہیں۔ جن سے تشریعی احکام ہرگز ثابت نہیں ہو سکتے اگر قرآن حکیم اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خصوصی حکم گانے بجانے کی حرمت پہ ہوتا پھر تو کچھ دل کے سرور کا سامان پیدا کر لیا جا سکتا تھا۔

ادھر یہ حالت ہے کہ قرآن حکیم، احادیث نبویہ اجماع امت، اقوال اولیاء ملت اس حرمت کو ببانگ دہل بیان کر رہے ہیں۔ اجمالی طور پر چند دلائل پیش ہیں۔

گانے بجانے کی حرمت قرآن میں

قرآن حکیم میں شیطان کے ان مکروں اور تدبیروں کا ذکر ہے جن کی وساطت سے وہ بندوں کو گمراہ کر سکتا ہے۔ خداوند قدوس نے ان کاموں اور چیزوں کو اس لیے بیان فرمایا تاکہ مسلمان ان سے پرہیز کریں ارشاد قرآنی ہے۔

وَاسْتَفْزِزْ مَنِ اسْتَطَعْتَ مِنْهُم بِصَوْتِكَ (بنی اسرائیل ع ۷) ترجمہ اور ان میں سے جسے تو اپنی آواز سنا کر بہکا سکتا ہے بہکالے

شیطان کی آواز کونسی آواز ہے۔ مفسرین کرام نے اس کی تشریح میں فرمایا۔

هو صوت الغناء والمزامیر والدف وغیر ذالك

یہ تفسیر مجاہد۔ ابن عباس، حسن وغیرہم سے تفسیر احمدی، معالم التنزیل۔ مدارک، حسینی، اکلیل، تفسیر کبیر وغیرہا میں منقول ہے اگر یہ فلمی گانے اور دیگر فحش گانے بھی شیطان کی آواز نہیں تو اور کونسی آواز شیطان کی آواز ہو سکتی ہے۔ یہ آواز پھر اس وقت زیادہ خطرناک ہو جاتی ہے۔ جب کہ ان کاموں کو عبادت سمجھ کر کیا جائے۔ شیطان کے گمراہ کرنے کا ایک کامیاب طریقہ یہ بھی ہے کہ وہ کسی چیز کو دینی رنگ دے کر پیش کر دے۔ شیطانی حملوں کی تفصیل قرآن شریف میں

موجود ہے۔

ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ؕ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۝

(الاعراف ۱۷)

ترجمہ: پھر میں ان کے پاس ان کے آگے ان کے پیچھے اور ان کے دائیں اور ان کے بائیں سے آؤں گا اور اکثر کو ان میں سے شکر گذار نہیں پائیگا

مفسرین نے شیطان کے دائیں طرف سے حملہ کرنے کی مراد یہ نقل کی ہے کہ عن طریق دینهم یعنی ان کی نظروں میں ایک برے عقیدے اور برے عمل کو مذہبی رنگ دے کر پیش کروں گا جس سے وہ گمراہ ہو جائیں گے۔ غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ جو فتنے مذہبی لیبل لگا کر کھڑے ہوتے ان سے مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچا۔

(۲) قرآن حکیم نے شیطان کی اسی تجویز کو کارگر بنانے کے لئے بعض انسانوں کے ان اعمال کا ذکر فرمایا ہے۔ جن کی وساطت سے وہ لوگوں کو گمراہ کر دیتے ہیں ارشاد قرآنی ہے ۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

ترجمہ: اور بعض ایسے آدمی ہیں جو کھیل کی باتوں کے خریدار ہیں تاکہ بیخبر اللہ کی راہ سے (لوگوں کو) بہکائیں اور اس (اللہ کی راہ) کی ہنسی اڑائیں ایسے لوگوں کیلئے ذلت کا عذاب ہے۔

وَاِذَا تُتْلٰی عَلَیْہِ	اور جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جاتی
اٰیٰتُنَا وَلّٰی مُسْتَکْبِرًا کَاَنْ	ہیں تو تکبر کرتا ہوا منہ موڑ لیتا
لَّمْ یَسْمَعْہَا کَاَنَّ فِیْ اُذُنَیْہِ	ہے جیسا کہ اس نے سنا ہی نہیں گویا
وَقْرًا فَبَشِّرْہُ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ	اس کے دونوں کان بہرے ہیں سو اسے
(لقمان ۷)	دردناک عذاب کی خوشخبری دے

ان آیات کی تفسیر میں صاحب وحی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

عن ابی امامۃ عن النبی صلی	ترجمہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اللہ علیہ وسلم قال لا تبیعوا القینات	گانے والیوں کی خرید و فروخت بند
ولا تشتروھن ولا تعلموھن ولا	کردو۔ ان کو گانا مت سکھاؤ
خیر فی تجارۃ فیھن وثمنھن	ان کی تجارت میں برکت نہیں، ان کی کمائی
حرام فی مثل ذلك نزلت ومن	حرام ہے۔ ایسی ہی باتوں کو مٹانے
الناس من یشتری لھو الحدیث	کے لئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا
(ترمذی، احمد، التجاج ج ۵)	وَمِنَ النَّاسِ الْاٰیَۃِ

اب قرآن حکیم کے ترجمے پر غور فرمادیں اور پھر از راہ انصاف فیصلہ کریں کیا۔

آج کل کے ناول، ریڈیو، ناچ رنگ کی محفلیں، ڈانس اور ڈرامے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ سے نہیں روک رہے؟ کیا ان امور کے مرتکب اور رسیے اللہ کی بات کو سننے کے لئے تیار ہیں۔ کسی بھی ہوٹل میں چلے جائیں۔ جہاں صرف ریڈیو بج رہا ہو۔ آپ کو اذان کی آواز سنائی نہ دے گی، یہ مسلمان کہلانے والے

آزان جمعہ کے وقت بھی ریڈیو کو بند نہیں کرتے ، بلکہ اب تو مساجد کی دکانوں میں جو ہوٹل ہیں ان میں بعض مسلمان بھائی ریڈیو کی آواز اتنی بلند کر دیتے ہیں کہ مسجد کے نمازی نماز نہیں پڑھ سکتے ۔ مگر کسی کی مجال ہے کہ روکے یا منع کرے ایک وقت تھا کہ ہندو کی بھی جرات نہ تھی کہ وہ مسجد کے قریب سے باجہ بجاتا ہوا گزرے ۔ مگر اب وہی مسلمان یا ان کی اولاد خود توہین مسجد کے مرتکب ہیں ان کی اس حرکت سے نمازیوں کی نمازیں بے ذوق ہیں ۔ ان کے ہوٹلوں اور دکانوں میں بیٹھے ہوئے گاہک نماز چھوڑ دیتے ہیں ۔ کیا یہ لہوالحدیث نہیں ؟

حضرت عبداللہ بن عباس جو قرآن کریم کے سب سے بہتر مفسر اور سید الانبیاء کے حقیقی چچا زاد ہیں ۔ اور عبداللہ بن مسعودؓ جن کے متعلق سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ۔

"جو قرآن پڑھنا اور سیکھنا چاہئے وہ عبداللہ بن مسعود سے سیکھے ۔"

یہ دونوں اللہ تعالیٰ کی تین دفعہ قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ہم نے سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ اس آیت میں لہوالحدیث سے مراد گانا ہے ۔

مفسر قرآن کریم امام قرطبی وفات ۶۷۱ھ نے فرمایا ہے کہ "یہی قول سب صحابہ کرام اور تابعین کا ہے ۔"

یہی تفسیر طبری ، مدارک وغیرہا میں موجود ہے ۔ اسی کی تفسیر میں علامہ

طبیبی نے فرمایا ہے کہ سب ممالک کے علماء نے گانے بجانے سے روکا ہے اگر کسی نے جائز لکھا ہے تو یہ ہوتا رہتا ہے۔ ہر زمانہ میں کوئی نہ کوئی آدمی ایسا پیدا ہوجاتا ہے جو یا تو دماغی کمزوری یا کسی سستی مصلحت سے کسی حرام کو جائز قرار دیتا ہے۔

آج سے ایک سو سال بعد جب کسی کو گانے بجانے کی اجازت کیلئے سند درکار ہوگی۔ تو وہ پھلواری صاحب کی کتاب "موسیقی اور اسلام" کا حوالہ دیدیگا۔ پھر زمانہ پہلے بعض منچلوں نے الّو کو حلال کہہ دیا اس پر بحث ہوتی ایک خوش مزاج بزرگ نے یہ فتویٰ دے دیا۔ ع۔

الّو ہے جو یہ کہتا ہے کہ الّو حلال ہے۔

قانونِ اسلامی کی تدوین میں یہ قاعدہ بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے کہ جب ایک بات پر صحابہ کرام کا اجماع ہوگیا تو اب اس اجماع کی مخالفت اسی طرح ناجائز اور حرام ہے جس طرح نص (قرآنی) کی مخالفت حرام ہے۔ امام الاصول الاسلامیہ محمد بن احمد سرخسی وفات ۴۹۰ھ نے فرمایا ہے

وان مخالفۃ الاجماع بعد انعقادہ کمخالفۃ النص

اصول جلد دوم ص۱۱۸)

اس آیت سے گانے بجانے کی حرمت پر سب صحابہ کرام کا اجماع ثابت ہے۔ کسی ایک صحابی نے اس کے خلاف نہیں کیا۔ اور اگر صرف ایک صحابی بھی سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کو نقل فرما دیتا تو پھر ہم جیسے نااہلوں، ہوائے نفسانی کے اسیروں کو یہ حق نہیں دیا گیا کہ ہم اس کی مخالفت

میں آواز اٹھاتے، یہی امام سرخسی اس کتاب کے صـ ۱۱۰ پر فرماتے ہیں۔

ولا خلاف بین اصحابنا المتقدمین والمتاخرین ان قول الواحد من الصحابۃ حجۃ	(ترجمہ) تمام علماء کا اتفاق ہے کہ کسی ایک صحابی کا قول بھی حجت ہے

قرآن کریم کے ان واضح ارشادات اور صحابہ کرام کے اجماع کے بعد پھلواری صاحب کا کہنا کس حد تک ہوس پرستی کی دلیل ہے کہ "اگر یہ کوئی ابدی حرام شے ہوتی تو اولاً قرآن ہی صاف لفظوں میں اس کی وضاحت کر دیتا۔"

صـ ۶۲ (کتاب کو نہ فقی اور اسلام)

نامعلوم صوت الشیطان (شیطان کی آواز) اور لہوالحدیث (گانا) سے کیسا مراد لیا جائے گا۔ قرآن حکیم میں لہوالحدیث کسی بات کو لہو و لعب کے طریقے سے ادا کرنے کی ایک مثال دی گئی ہے۔ قرآن حکیم میں ہے

وَاِذَا نَادَيْتُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ اتَّخَذُوْهَا هُزُوًا وَّلَعِبًا ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ ۝ (المائدہ ۵۸)	ترجمہ۔ اور جب تم لوگوں کو نماز کے لئے بلاتے ہو (اذان کہتے ہو) تو یہ اس کے ساتھ ہنسی اور کھیل کرتے ہیں یہ اس واسطے کہ یہ بے عقل لوگ ہیں

جب مسلمان اذان کہتے تو بعض یہودی اور کافر اس کا مذاق اڑاتے قرآن کریم نے ایسے لوگوں سے دوستی کرنے سے روکا ہے۔ جو دل لگی کے لئے

اسلام کا تمسخر اڑاتے ہوں۔ جس سے پہلی آیت میں ارشاد فرمایا۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا	ترجمہ: اے ایمان والو ان لوگوں کو
الَّذِیْنَ اتَّخَذُوا دِیْنَکُمْ ھُزُوًا	اپنا دوست نہ بناؤ جنہوں نے تمہارے
وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ	دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے
مِنْ قَبْلِکُمْ وَالْکُفَّارَ اَوْلِیَآءَ	ان لوگوں میں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب
وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ	دی گئی اور کافروں کو، اور اللہ
(المائدہ ۵۷)	سے ڈرو اگر تم ایماندار ہو۔

آج غیر مسلم ناول نگار، ڈرامہ نویس، ایکٹر اور ایکٹرسیں دین اسلام کا جس طرح مذاق اڑا رہے ہیں وہ محتاج بیان نہیں۔ ان بھائیوں اور بہنوں کی خدمت میں سوز دل سے التماس ہے کہ جو گانے بجانے کے شوق میں آذان اور نماز کے وقت تک کا خیال نہیں کرتے کہ وہ آذان کے وقت تو کم از کم گانے کو بند کر دیں۔ خصوصاً جمعہ کے دن از نماز جمعہ جو نئی فلم لگائی جاتی ہے اس کو ترک کر دیں۔ کتنے افسوس کا مقام ہے کہ خداوند قدوس نے تو مسلمانوں کو حکم دیا کہ نماز جمعہ سے پہلے سب کام جائز ہیں چھوڑ دو۔ اور ذکر اللہ کی طرف دوڑو۔ نماز ادا کرنے کے بعد اب اللہ کا فضل ڈھونڈو۔ اور اب بھی اللہ تعالیٰ کو زیادہ یاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نُوْدِیَ	ترجمہ اے ایمان والو جب جمعہ کے
لِلصَّلٰوۃِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَۃِ	دن نماز کیلئے آذان دی جاتے

فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ وَذَرُوا الْبَیْعَ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

تو اللہ کے ذکر کی طرف لپکو اور خرید و فروخت چھوڑ دو، یہ بات تمہارے لیے بہتر ہے، اگر تم علم رکھتے ہو،

فَاِذَا قُضِیَتِ الصَّلٰوۃُ فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ۔

پس جب نماز ادا ہو چکے تو زمین میں چلو پھرو، اور اللہ کا فضل تلاش کرو، اور اللہ کو بہت یاد کرو کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

(الجمعہ ۹-۱۰)

مگر ہمارے بہن اور بھائی نہ تو جمعہ سے پہلے احترام کرتے ہیں۔ اور نہ جمعہ کے بعد، ہوٹل تو جمعہ کے دن بھی کھلے رہتے ہیں، اور ہر نئی فلم کا افتتاح جمعہ کے دن ہوتا ہے۔ آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ

"اسرائیل میں یہودیوں کی قائم شدہ حکومت اپنے مقدس دن سنیچر کا احترام کرتی ہے کہ سنیچر کے دن اسرائیل میں تمام دنیاوی کاروبار بند ہوتا ہے حتی کہ ریل گاڑی بھی جہاں ہوتی ہے وہیں کھڑی رہتی ہے۔"

عبادت میں خشیت کا ہونا

اسلام نے عبادت کیلئے خشیت الٰہی، خوف خداوندی، رجوع الی اللہ کو لازم قرار دیا ہے۔ پہلے گذر چکا ہے کہ اسلام سے پہلے عرب میں گانا بجانا اسی طرح عام تھا جس طرح کہ باقی امور ممنوعہ عام تھے۔ اسلام نے اسکو بھی اسی طرح روکا۔ اسلام نے عبادت کے مفہوم میں ان تمام امور کا قلع قمع کیا ہے جن سے خواہشات نفسانیہ برانگیختہ ہوتے ہوں، جیسا کہ جب آذان کی تدوین کا وقت آیا تو بعض صحابہ نے یہ رائے دی کہ نرسنگھا بجایا جائے۔ مگر سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ "یہ یہودیوں کا طریقہ ہے" پھر کسی نے رائے پیش کی کہ نماز کے وقت ناقوس بجایا جاتے۔ آپ نے اس کو بھی رد کرتے ہوئے فرمایا کہ "یہ عیسائیوں کا طریق کار ہے" اس کی وجہ یہی تھی کہ یہود و نصاریٰ نے ناقوس اور قرآن کے ایجاد کرنے میں صرف اس بات کا خیال رکھا تھا کہ قوم کو عبادت کے اجتماع کی دعوت دی جائے۔ حالانکہ عبادت کے لئے جن اسباب کی ضرورت ہے۔ ان میں عبادت کا رنگ غالب ہو، حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ العزیز نے فرمایا۔

7د3

وان مخالفۃ اقوام تمادو (ترجمہ، دینی شعائر میں گمراہ قوموں کی

فی ضلالتھم فیما یکون من شعائر الدین مطلوب واقتضت الحکمۃ الالٰھیۃ ان لا یکون الاذان صرف اعلام وتنبیہ بل یضم مع ذلک ان یکون من شعائر الدین بحیث یکون النداء بہ علی رؤس الخامل والنبیہ تنویھا بالدین ویکون قبولہ من القوم آیۃ انقیادھم لدین اللہ فوجب ان یکون مرکبا من ذکر اللہ ومن الشھادتین والدعوۃ الی الصلوٰۃ لیکون مصرحا بما ارید بہ (حجۃ اللہ مصری جلد اول ص۱۵۲)	مخالفت کا خیال رکھنا بھی مقصود ہے اسی ضمن میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اسلامی آذان کا مقصد صرف نماز کی اطلاع دینی ہی نہ تھا۔ بلکہ اس کے ساتھ ساتھ اس میں ایسے امور کا التزام بھی کر دیا گیا جس سے آذان بجائے ایک اعلان کے دینی شعار بھی ہو جائے۔ اور اس کو قبول کرنا قوم کی طرف سے دین الٰہی کیلئے مطیع ہونے کی علامت بن جائے۔ اس لیے اس امر کو لازم کر دیا گیا کہ آذان میں اسلام کی بنیادی عبادت ذکر اللہ کا ذکر شہادت توحید، شہادت رسالت آجائے اور ساتھ ہی میں نماز کی طرف بلاوا بھی آجائے تاکہ آذان بھی صرف اعلان نہ ہو بلکہ عبادت بن جائے۔

آج اس بات کا مشاہدہ اگر آپ کرنا چاہیں تو کسی ایک جگہ تشریف لے جائیں جہاں ایک طرف تلاوت کلام مجید ہو رہی ہو اور دوسری طرف گانا بجانا ہو رہا ہو تو دیکھئے دیندار کس طرف جاتے ہیں۔ اور دوسرے لوگ کس طرف رخ کرتے ہیں سیدی داتا گنج بخش قدس سرہ العزیز کے دربار پر کبھی حاضری ہو تو پھر اس تحریر کو مشاہدہ کی دنیا میں پرکھ لیجئے۔

گانے بجانے کی حرمت احادیث میں

احادیث میں اس قدر ذخیرہ حرمت کے لئے موجود ہے کہ اس سے مستقل ایک جامع کتاب بن سکتی ہے۔ یہاں صرف چند احادیث درج کی جاتی ہیں۔

(۱) سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ان اللہ حرم الخمر والمیسر والکوبۃ — ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے شراب جوا اور طبل بجانے کو حرام فرمایا ہے۔

(۲) ان اللہ بعثنی رحمۃ للعلمین وامرنی امحق المزامیر (رواہ احمد) — بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے مگر مجھے یہ حکم بھی فرمایا کہ گانے بجانے کو دنیا سے مٹا ڈالوں۔

نوٹ:۔ پہلی حدیث میں کوبہ سے مراد طبل ہے۔ روی التوزعن ابن عباس والکوبۃ یعنی الطبل

(۳) ثمن المغنیۃ سحت وغناؤھا حرام (طبرانی) — گانے والے کی قیمت حرام اور اس کا گانا بھی حرام ہے۔

یعنی جو کام حرام ہے اس کی مزدوری اور آمدنی بھی حرام ہے۔

(۴) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علامات قیامت میں سے یہ

قرار دیا کہ

لتکونن منی امتی	ترجمہ: میری امت کہلانے والوں
قوم یستحلون الحریر	میں ایسے لوگ پیدا ہو جائیں گے جو
والخمر والمعازف۔	ریشمی لباس مردوں کیلئے اور
(بخاری)	شراب اور گانے بجانے کو حلال سمجھیں گے۔

مگر آخر نام کے تو مسلمان ہوں گے اس لئے وہ ان گناہوں کے نام بدلا کر رکھیں گے ارشاد فرمایا۔

(۵) لیشربن ناس من	(ترجمہ: میری امت سے کچھ لوگ
امتی الخمر یسمونها	شراب پئیں گے۔ مگر اس کا نام
بغیر اسمها یعزف علی رؤسهم	بدلا دیں گے ان کے سروں پر گانے
بالمعازف والمغنیات	کے آلات بجتے رہیں گے، اور گانے
(ابن ماجہ)	والیاں ان کے پاس ہوں گی۔

اقتصادی اور مالی پریشانی کے وقت بھی اس گناہ کے عمل کو ذریعہ معاش بنانا حرام ہے۔ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن مرہ کو جو ارشاد فرمایا اس کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

(۶) صفوان بن امیہ کہتے ہیں کہ ہم حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ کہ عمرو بن مرہ حاضر خدمت ہوا۔ اور یہ درخواست کی کہ حضرت میں تنگدست ہوں جیکے لئے ذریعہ معاش صرف دف بجانا ہی ہے۔ جناب مجھے اجازت فرما دیں۔ آپ سید کل صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا۔

"اللہ کے دشمن تم جھوٹ کہتے ہو۔ تجھے اللہ تعالیٰ نے رزق حلال دیا ہے۔ تو نے اس کو حرام بنا لیا۔ اگر تو نے اس برے کام سے توبہ نہ کی تو میں سرمشد واکر تجھے مدینہ سے نکال دوں گا۔ اور مدینہ کے نوجوانوں کو حکم دونگا کہ وہ تیرا مال لوٹ لیں۔ یہ تو دنیا میں تیرا حشر ہوگا۔ اور قیامت کے دن تو ننگا اور نحنث ریجیٹرا ہن کر اٹھے گا۔ تیری دماغی حالت اس انسان کی طرح ہوگی جس کا دماغی توازن مرگی نے ضائع کر دیا ہو۔" (ابن ماجہ)

(۷) عن علی رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن ضرب الدف والطبل وصوت الزمارة	ترجمہ: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دف اور طبل بجانے اور بانسری بجانے سے منع فرمایا ہے۔

(۸) پھلواری صاحب نے نہ صرف گیت گانے کو جائز قرار دیا بلکہ ان کے ہاں تو قرآنی آیات بھی ساز پر اور بغیر ساز کے گانی درست ہیں۔

(کتاب اسلام اور موسیقی صفحہ)

اس لیے سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا صرف ایک ارشاد اس ضمن میں لکھا جاتا ہے۔ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے علامات قیامت بیان کرتے ہوئے فرمایا۔ اس میں سے ایک علامت قیامت کی یہ بھی ہے کہ لوگ قرآن کو گانے کی طرح پڑھیں گے۔ بہتا سب معلوم ہوتا ہے کہ اس پوری

حدیث کا ترجمہ لکھ دیا جائے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے علامات قیامت میں سے ارشاد فرمایا۔ نمازوں کو ضائع کر دیا جائے گا شہواتِ نفسانی کی اتباع کی جائے گی۔ خائن و فاسق لوگ سرکردہ بن جائیں گے۔ سچے جھوٹے کا پتہ نہ چل سکے گا۔ جھوٹ بولنا دل لگی سمجھیں گے۔ زکوٰۃ کو بوجھ سمجھا جائے گا۔ ایماندار اس زمانہ میں سب سے زیادہ ذلیل سمجھا جائے گا۔ وہ برائیوں کو دیکھ کر دل ہی دل میں اس طرح کڑھتا رہیگا جس طرح کہ نمک پانی میں گھل جاتا ہے مگر زبان سے کچھ نہ کہہ سکے گا۔ بارش سے فائدہ نہ ہوگا۔ بے موسم بارش ہوگی، مرد مردوں سے اور عورت عورتوں سے بدفعلی کریں گے۔ عورتیں ڈرائیوری کریں گی۔ بیٹا والدین کا نافرمان ہوگا۔ دوست اپنے دوست سے برا برتاؤ کرے گا۔ بڑے کاموں کو معمولی سمجھا جائے گا۔ مسجدوں کی ظاہری نمائش اور خوبصورتی تو ہوگی۔ اور نمازی بھی ہوں گے۔ مگر دلوں میں نفاق اور دشمنی ہوگی۔ اس وقت یورپ سے ایک قوم اٹھے گی جو میری امت کے کمزوروں پر غالب آجائے گی۔ لوگ قرآن شریف کی طباعت سنہری حروف میں کریں گے۔ مگر اس پر عمل نہ کریں گے قرآن شریف راگ اور سرود کے ساتھ پڑھا جائے گا۔ سود کا رواج ہوجائیگا زنا زیادہ ہوجائے گا۔ انسانی خون کی فراوانی ہوجائے گی۔ دین کے کوئی معاون نہ ہوں گے۔ گانے بجانے والی عورتیں (رانیکشرسیں)

زیادہ ہو جائیں گی۔ عورت اور مرد دونوں کاروبار کرنے لگ جائیں گے۔ حج کو امیر تو اس لئے جائیں گے کہ سیر و تفریح کریں اور متوسط لوگ تجارت کے لئے رعیا کہ سونا لایا جاتا ہے) جائیں گے۔ غریب سوال کے لئے حج کریں گے۔“

(مدخل ابن الحاج)

غور فرمائیں کیا آج کل یہ سب علامت موجود نہیں۔ ایسے وقت میں تو زیادہ رجوع الی اللہ کیا جاتا۔ نہ کہ لہو لعب کو دینی شکل دی جاتی اختصار رسالہ کی غرض سے صرف ان ہی چند احادیث پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ تفصیل کے لئے کوئی بھی حدیث کی کتاب مطالعہ کر لی جائے

(ایک سوال)۔ علامہ ابن حجر نے فتح الباری میں ابن جریج سے روایت کیا ہے۔

”حضرت داؤد علیہ السلام گایا کرتے تھے، اور خود بھی روتے اور دوسروں کو بھی رلایا کرتے تھے۔

(موسیقی اور اسلام)

جواب:۔ پہلے یہ روایت پوری دیکھئے۔

حدثنی ابن جریج عن عطاءٍ عن عبید بن عمیر قال کان داؤد علیہ السلام یتغنی یعنی حین یقرء و یبکی و یبکی و عن ابن عباس رضی اللہ عنھم ان داؤد علیہ السلام

كان يقرء الزبور بسبعين لحنا ويقرء قراءة يطرب منها المحموم وكان اذا اراد ان يبكي نفسه لم تبق دابة في بر ولا بحر الا انصتت له واستمعت

(ج ۹ صفحہ ۵۸)

ترجمہ :- ابن جریج عطاء سے روایت کرتے ہیں اور وہ عبید بن عمیر سے کہ انہوں نے کہا۔ داؤد علیہ السلام زبور ترنم سے پڑھا کرتے تھے۔ اور اس کا یہ اثر ہوتا تھا کہ خود بھی رویا کرتے اور دوسروں کو بھی رلایا کرتے تھے۔

ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام ستر لہجوں کے ساتھ زبور پڑھا کرتے تھے۔ ان کا طرز تلاوت اس قدر اثر انداز ہوتا تھا کہ بخار کا مریض بھی مسرت سے جھومنے لگتا۔ اور ان کے ساتھ فضا کے سارے جاندار بھی پوری توجہ سے کلام الہٰی کو سنتے اور روتے تھے۔"

صاف بات ہے کہ کلام الہٰی اور وہ بھی اس نبی کی زبان سے جس پر نازل ہوتی ہو پڑھی جائے تو کیوں اثر انگیز نہ ہو، خود قرآن کریم میں کلام الہٰی کا مؤثر ہونا ثابت ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَإِذَا سَمِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَى الرَّسُولِ تَرَى
أَعْيُنَهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ ۚ

(ترجمہ) اور جب وہ (اہل کتاب) رسول علیہ السلام پر نازل شدہ آیات کو سنتے ہیں تو تو دیکھتا ہے کہ ان کی آنکھیں آنسو کی لڑیاں پرو دیتی ہیں۔

پرندوں کا قرآن حکیم سن کر لذت اندوز ہونا اور متاثر ہونا غیر نبی سے بھی ثابت ہے۔ جیسا کہ۔

"مشہور محدث و مفسر ملا علی قاری رحمہ اللہ وفات ۱۰۱۴ھ نے بیان فرمایا ہے کہ مجھے اپنے اساتذہ سے تیواتر یہ بات پہنچی ہے کہ امام تقی الدین محمد بن احمد الصائغ مصری ایک دن نماز صبح میں سورۃ النمل کی آیات " وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ " پڑھ رہے تھے، کہ ان کے سر پر ھدھد پرندہ آبیٹھا، اور شیخ کی قراءت سنتا رہا۔"

(المنح الفکریہ مصری ص۲۰)

"ایک مغالطہ اور اس کا ازالہ"

یہ سارا مغالطہ دراصل لفظ تغنی سے لگا جس کا ترجمہ گانا کیا گیا۔ اگر "موسیقی اور اسلام" کے مصنف ذرا غور سے کام لیتے تو اسی صفحہ پر چند سطر بعد غنا کا معنی لکھا ہوا ہے۔

" والعرب تقول سمعت فلانا تیغنی بکذا ای یجھر بہ وقال ابو عاصم اخذ بیدی ابن جریج نا وقفنی علی الشعب فقال عن ابن اخی ما بلغ من طمعك نذکر قصۃ نقولہ عنی ای اخبرنی جھرا صریحا۔"

(فتح الباری مصری جلد ۹ ص۵۸ مشتم)

ترجمہ:۔ اور عرب کہتے ہیں میں نے فلاں کو سنا وہ فلاں بات زور

گانے بجانے کی حرمت تمام مذاہب میں

علامہ بدرالدین عینی بخاری کی شرح میں فرماتے ہیں

اما الغنا فلا خلاف فی تحریمہ	ترجمہ: گانے کے حرام ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں۔
التغنی حرام فی جمیع الادیان	گانا بجانا سب دینوں میں حرام ہے۔

(بریقہ ج ۴ ص ۲۳)

اعلم ان التغنی حرام فی جمیع الادیان	(فتاوی حمادیہ) سب دینوں اور مذہبوں میں اس کو گناہ کبیرہ قرار

دیا گیا ہے۔ ابن حجر مکی شافعی نے تحریر فرمایا ہے۔

یحرم ضرب و استماع کل مطرب و فی الاختیار انہ حرام فی جمیع الادیان	(کتاب الزواجر) یعنی گانا بجانا حرام ہے۔

جملہ مذاہب میں گانے بجانے کا ناجائز ہونا

چاروں مذاہب کے ائمہ کرام اور ان کے متبعین نے گانے بجانے کو ناجائز

سے کہہ رہا تھا۔ ابو عاصم کہتے ہیں کہ ابن جریج نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے ایک وادی پر کھڑا کر کے کہا کہ میرے بھتیجے مجھے واضح اور صاف طور سے بتا دے جو تیری طبع کا نتیجہ ہو۔

یعنی تغنی کا معنی ہے کہ کسی بات کو صاف اور زور دار الفاظ سے ادا کرنا۔ اس پر امام ابن حجر عسقلانی نے عرب کے شاعر ذوالرمہ کا ایک شعر حوالہ کے طور پر پیش کیا ہے ۔

احب المکان القفر من اجل اننی
بہ اتغنی باسمها غیر معجمی

ترجمہ:۔ میں خالی جگہ کو اس لئے پسند کرتا ہوں کہ وہاں مجھے اپنی محبوبہ کا نام زور سے لینے کا موقعہ مل جاتا ہے۔ یعنی تغنی اور غنا کا معنی بلند آواز سے کچھ کہنا ہے۔ خواہ وہ گیت ہوں یا مرثیہ جیسا کہ اسی فتح الباری جلد دوم ص۲۰۲ (

الغناء یطلق علی رفع الصوت وعلی الترنم الذی
تسمیه العرب النصب وعلی الحداء

یعنی لفظ غنا کا اطلاق لغوی اعتبار سے تو آواز بلند کرنے پر ہے اور اس سے وہ ترنم بھی مراد لیا جاتا ہے جس کو عرب نصب کہتے ہیں اور مرثیہ بھی۔ اس لئے جس عبارت میں حضرت داؤد علیہ السلام یا کسی صحابی یا نیک آدمی کے بارے میں لفظ غنا آیا ہے اس سے مراد رفع الصوت (آواز بلندی) ہے نہ کہ گانا مراد ہے۔

قرار دیا ہے۔ امام شافعی نے اس کو مکروہ فرمایا۔ مگر اس کے ساتھ دیگر لوازمات کے حرام ہونے میں ان کا بھی کوئی اختلاف نہیں۔

ترجمہ	علامہ عینی نے فرمایا
امام ابوحنیفہؒ اور امام مالک اور امام احمد اور امام عکرمہ اور امام شعبی اور نخعی اور حماد اور ثوری اور علما کوفہ کی جماعت نے گانے کو حرام فرمایا ہے۔ اور باقی علما نے (بھی) اس کو مکروہ تحریمی کہا ہے یہ ابن عباس سے منقول ہے اور اس پر امام شافعی نے تصریح فرمائی ہے۔	فذهب ابوحنيفة ومالك واحمد وعكرمة والشعبي والنخعي وحماد والثوري وجماعة من اهل الكوفة الى تحريم الغناء وذهب آخرون الى كراهته نقل ذلك عن ابن عباس ونص عليه الشافعي

(عینی شرح بخاری جلد ششم صفحہ ۱۰۵)

یہ مسئلہ ان ہر چہار مذاہب کی کتابوں میں مفصل موجود ہے کہ گانا بجانا ناجائز ہے۔ حنفی، شافعی، مالکی حنبلی، فقہ کے تمام علماء کا یہی متفقہ فیصلہ ہے عرب اور غیر عرب میں یہی فقہ رائج ہے۔ بالفاظ دیگر امت کا اجماع اسی پر ہے کہ

گانا بجانا ناجائز ہے

گانا بجانا خلافتِ راشدہ کے دور میں

جملہ صحابہ کرام خصوصاً خلفائے راشدین امر بالمعروف اور منکرات کے ازالہ میں شرعی احکام کے سختی سے پابند تھے یہی وجہ ہے کہ تشبیب (یعنی عشقیہ گانا) قابل سزا جرم قرار دیا گیا تھا جیسا کہ جرجی زیدان نے المختصر فی تاریخ الآداب العربیہ میں کہا ہے۔

وکان الخلفاء الراشدون یعدون ذلک خروجاً عن حرمة الادب فجعلوا تشبیب ذنبا یستوجب القصاص وکان عمر بن الخطاب لایسمع بشاعر یتبب بامرءة لاجلده

ترجمہ) اور خلفائے راشدین اس کو ادب اسلامی کے خلاف قرار دیتے ہوئے عشقیہ اشعار کو ایسا جرم قرار دیتے تھے جس پر سزا لازم ہو اور حضرت عمرؓ ایسے شاعر کو دُرّے مارا کرتے تھے۔

صوفیائے کرام کا متفقہ فیصلہ

جس طرح فقہ کے مشہور چاروں طریقوں کے علما کرام اور ائمہ حضرات نے اس کو ناجائز قرار دیا ہے۔ اسی طریقت کے مشہور

چاروں طریقوں یعنی نقشبندی، چشتی، قادری، سہروردی حضرات نے اس کو ناجائز قرار دیا ہے۔

نقشبندی حضرات کے امام الہند حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ ہیں حضرت مجدد الف ثانی کے پوتے **شیخ محمد فرخ** سرہندی رحمۃ اللہ کو بکثرت ہزار احادیث متناً وسنداً یاد تھیں) نے اپنی ایک کتاب میں ۲۰ فقہا اور ائمہ کے گانے بجانے کے حرام ہونے پر اجماع نقل فرمایا جو اس بات کی بین اور واضح دلیل ہے کہ نقشبندی طریقہ کے صوفیاء کرام اور اولیاء عظام کے ہاں گانا بجانا ناجائز ہے۔

قادری خاندان کی نسبت سید الاولیاء غوث صمدانی محبوب سبحانی سیدی ومولائی۔ **شیخ عبد القادر جیلانی قدس سرہ العزیز** کی طرف ہے آپ شریعت محمدی کے اس قدر پابند تھے کہ اس کی مثال اس دور میں ملنی محال ہے۔ آپ نے گانے بجانے کے متعلق ارشاد فرمایا۔

"جس مجلس میں طبلہ، مزمار، اور عود اور بانسری اور رباب اور طنبور وغیرہ ہو تو وہاں نہ بیٹھے۔ اس لئے کہ یہ سب حرام ہیں۔" (غنیۃ الطالبین)

چشتی خاندان اکابر علماء دیوبند کا روحانی تعلق حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے ہے۔ اور وہ چشتی ہیں۔ سب اکابر علماء دیوبند نے گانے بجانے کو حرام فرمایا ہے حضرت شاہ نظام الدین

اولیاء قدس سرہ کے زمانہ میں ایک فتویٰ اس کی حرمت کا مرتب ہوا جو کتاب "بطلاق الاسماع" میں موجود ہے۔ اس لئے موجودہ گانے بجانے کو چشتیہ خاندان کی طرف نسبت کرنا اولیاء اللہ کے حق میں بے ادبی اور گستاخی ہے۔

سہروردی اس خاندان کی نسبت حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ العزیز کی طرف ہے۔ آپ نے اپنی کتاب "عوارف المعارف" میں فرمایا۔

"گانا سننا گناہ ہے۔ جناب رسول اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے شیطان نے گانا گایا"

خلاصہ یہ کہ دین اسلام کے تمام شعبوں کے علماء کرام ائمہ حضرات صوفیاء عظام کا متفقہ یہی فیصلہ ہے کہ

"گانا بجانا اسلامی تعلیمات کے سراسر خلاف ہے"

سوال: بعض علماء سے گانا سننا ثابت ہے اور اس کو جائز بھی کہتے ہیں۔

جواب: آج کل جو گانا گایا جاتا ہے۔ اور جو لہو و لعب رقص اور سرود کی محفلیں منعقد کی جاتی ہیں یہ ڈانس اور ناچ یہ تو کسی مذہب میں جائز نہیں۔ یہ تو کسی امام کسی عالم دین نے جائز نہیں کہا۔ اور یہی بات آج سے کچھ زمانہ پہلے تک مسلمانوں کے متعلق دوسری اقوام کے ہاں بھی مسلم تھی حتیٰ کہ ایک دفعہ جب انگلینڈ سے مس ماڈے

ہندوستان میں آئی تو اس پر اخبار پائنیر نے یہ لکھا

The prastige ab tha white Woman in india will be Same whap in jurad-

(خطوط مشاہیر از عبدالماجد دریابادی ص ۵۹)

اور اگر بعض گانے بجانے والے مولوی کا لباس پہن کر اس کو جائز بھی کہہ دیں تب بھی ان کے قول کا اعتبار نہ ہو گا۔ فقہ اسلامی کا مسلمہ ضابطہ ہے۔

العمل ما علیہ الاکثر

العمل ما علیہ الجمہور

امت کو عمل اسی بات پر کرنا چاہیے۔ جس پر اکثر علما کرام اور جمہور ہوں بعض لوگ تو ہمیشہ ہی حق کے مخالف رہا کرتے ہیں۔

(شامی جلد اول ص ۳۴۳ وغیرہ)

اسی لئے شارح ہدایہ امام ابن ہمام نے لکھا ہے کہ

"اب اس بات پر سب علما کا اجماع ہو چکا ہے کہ جو بات ان چار اماموں کی تعلیمات کے خلاف کہی جاتے اس پر بالکل عمل نہ کیا جائے"

(فتح القدیر)

ورنہ ایسا آدمی مبتدع ہو گا۔ اور وہ جہنم کی سزا کا مستحق ہو گا

علامہ طحاوی نے کہا ہے ۔

"جو کوئی اس زمانہ میں ان چار اماموں کی تعلیمات کے خلاف ہوگا وہ مبتدع ہے اور جہنم کا مستحق ہے"۔

اقبال مرحوم نے ملت کو یہی مشورہ دیا ہے کہ وہ زوال کے زمانہ میں اجتہاد سے پرہیز کریں ۔ اور اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلیں فرمایا۔

اجتہاد اندر زمانِ انحطاط ۔۔۔ قوم را برہم ہمی پیچد بساط

ز اجتہاد عالمانِ کم نظر ۔۔۔ اقتدا بر رفتگاں محفوظ تر

آج بھی مسلمانوں کے مختلف مکاتیب فکر کا یہی فیصلہ ہے چنانچہ

شیعہ کے علماء کرام کا فیصلہ

اہل شیعہ کے ہاں گانا بجانا حرام ہے ۔ چنانچہ امام جماعت علامہ قاری شیخ محمد علی صاحب دہلوی اپنے ترجمہ اور تفسیر میں فرماتے ہیں

"بھڑکا دے (یعنی اسرائیل) اور ان میں سے جن پر تیرا دسترس ہے ان کو اپنی دلکش آواز سے بہکا لے"۔

جناب سید مرتضیٰ حسین صدر الافاضل لاہور نے فرمایا وہ علماء امامیہ کثرہم اللہ کا اتفاق اور ائمہ اہل بیت کا حکم ہے کہ غنا ہر شے میں حرام ہے۔

(الاذیت الحقیر مرتضیٰ) ۱۹ محرم ۱۳۹۲ ہجری

جناب ممتاز الا فاضل محمد بشیر صاحب ٹیکسلا نے فرمایا ہے۔

باسمہ سبحانہ "مذہب اہل بیت میں گانا بجانا حرام اور گناہ کبیرہ ہے خواہ قرآن کریم ہی کیوں نہ ہو گایا جائے۔"

واللہ العلیم

محمد بشیر الانصاری بقلمہ

بریلی کے علماء کرام کا فیصلہ

بریلی حضرات کے مقتدر امام اور مفتی اعظم مولانا احمد رضا خاں صاحب کا فیصلہ

باجوں کی حرمت میں احادیث کثیرہ وارد ہیں۔ ازاں جملہ اجل واعلیٰ حدیث صحیح بخاری شریف ہے کہ حضور سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

"لیکونن فی امتی اقوام یستحلون الحر والحریر والخمر والمعازف"

ترجمہ: ضرور میری امت میں وہ لوگ ہونے والے ہیں جو حلال ٹھہرائیں گے عورتوں کی شرمگاہ یعنی زنا اور ریشمی کپڑوں اور باجوں کو حدیث صحیح جلیل متصل ہے۔ اخرجہ ایضاً احمد و ابوداؤد و ابن ماجہ والاسمٰعیل و ابو نعیم باسانید صحیحۃ لا مطعن فیھا بعض جہال بدمست یا نیم شہوت پرست یا جھوٹے صوفی باد بدست کہ احادیث صحاح مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضعیف قصے یا مجمل

واقع یا متشابہ پیش کرتے ہیں۔ اتنی عقل نہیں یا قصداً بے عقل بنتے ہیں کہ صحیح کے سامنے ضعیف، متعین کے آگے مجمل محکم کے حضور متشابہ واجب الترک ہے پھر کہاں قول، کہاں حکایت فعل پھر کجا محرم، کجا مبیح، ہر طرح یہی واجب العمل اسی کو ترجیح ہے ...... اللہ تعالیٰ اتباع شیطان سے بچائے

(کتاب احکام شریعت مطبوعہ بریلی حصہ اول ص۳۵)

حضرت مولانا مولوی) ابو محمد دیدار علی صاحب الخطیب فی مسجد وزیر خان لاہور مرحوم نے فرمایا۔

"بلاشبہ امور مذکورہ گانا بجانا انگریزی دیسی باجے۔ بیاہ شادی میں خواہ بلا بیاہ شادی بجانا۔ علی ھذا منادی کرنے والوں کا باجوں کے ساتھ منادی کرنا مطلقاً حرام ہے اور ناجائز اور اس میں روپیہ صرف کرنا تبذیر اور اسراف ہے۔"

دیوبند کے علماء کرام کا فیصلہ

حضرت حاجی صاحب کے پیر و مرشد حضرت نور محمد جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہم نے فرمایا کہ

"میں بلا آلات کے بھی سماع نہیں کرتا کہ اس میں بھی علماء کا اختلاف ہے۔ اور کبھی کبھی نماز پڑھانی ہوتی ہے۔"

جب بلا آلات کے بھی اکابر دیوبند نے سماع نہیں فرمایا تو ان کے ہاں یہ اور گانا بجانا کب درست ہوگا۔ تمام علماء دیوبند اس کو حرام کہتے ہیں جس پر ان کی کتابیں اور رسالے مدلل موجود ہیں

خلاصہ یہ کہ تمام فرق اسلامیہ کے ہاں موجودہ گانا بجانا۔ لہو الحدیث میں داخل ہے اور حرام ہے۔

شعر اور گانا بجانا

گانے بجانے اور تھرکنے کے شیدائی اس مسئلہ کو ان صوفیاء پاک بازاں کے کلام سے ثابت کرنے لگ جاتے ہیں۔ جنہوں نے توحید خداوندی، نعت سید دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم یا علم و حکمت کو بجائے کلام منثور کے کلام منظوم میں ادا کیا۔ یہ بہت بڑا مغالطہ ہے۔ قرآن حکیم نے شعراء کی دو قسمیں قرار دی ہیں۔ ایک تو عام شعراء ہیں۔ جو محض جذبات اور رنگ و بو کے نشہ میں سرشار ہو کر اس کلام کی اشاعت کرتے ہیں جس سے حیوانیت کی تربیت اور شہوانیت کا ارتقاء ہوتا ہے۔ اور کچھ ایسے بھی ہیں جو ایمان اور عمل صالح سے موصوف ہیں وہ اپنے دردِ دل، علم و حکمت کو بجائے نثر کے نظم میں ادا کرتے ہیں اس کو گانے بجانے سے کیا نسبت؟ دورِ حاضر کے مفکر اقبال مرحوم نے قوم سے یہی شکوہ کیا ہے آپ فرماتے ہیں ۔

من اے میرانِ داد از تو خواہم
مرا یاراں غزل خوانے شمردند

غزلخواں سمجھتے ہوئے کوئی تو لرزنے تھرکنے کے واقعات پر اشعار چست کرنے کی تلقین کرتا ہے اور کوئی مردہ رؤسا اور امراء کے مرثیہ جات کہنے کی فرمائش کرتا ہے۔ فرمایا ہے

دے گویند این ناحق شناساں
کہ تاریخ وفات این وآں گو
او حدیث دلبری خواہد زمن
رنگِ آب و شاعری خواہد زمن
کم نظر بے تابی جانم ندید
آشکارم دید و پنہانم ندید

اقبال فرماتے ہیں کہ چونکہ قوم کا مزاج بجائے منثور کلام کے منظوم کی طرف زیادہ مائل ہے۔ اس لئے میں اس بے لگام قوم کو وحدت ملت سے منسلک کرنا چاہتا ہوں ؎

نغمہ کجا و من کجا ساز سخن بہانہ ایست
سوئے قطار مے کشم ناقۂ بے زمام را

اقبال نے اپنے پیر رومیؒ کے اتباع میں لوگوں کے ناساز مزاج کی تربیت اور اصلاح کے لئے اسی طریق کار کو اختیار کیا۔ جو پیر رومی نے اپنے زمانہ میں اختیار کیا تھا۔ اقبال فرماتے ہیں ؎

چوں رومی در حرم دادم اذاں من
از و آموختم اسرار جاں من
بہ دور فتنہ عصر کہن او
بہ دور فتنہ عصر رواں من

پیر رومیؒ یعنی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کیا شاعر تھے کیا وہ شعرا و سخن کے واقف کار تھے۔ کیا انہوں نے اپنا کلام موسیقی کے معیار کے مطابق بنایا یہ بھی ان ہی کے الفاظ میں سن لیجئے۔

من نہ دانم فاعلات فاعلات
شعر گویم بہتر از آب حیات

اس لئے جن اشعار کا تعلق توحید و حمد باری تعالیٰ سے ہو یا ان کا تعلق نعت سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو، یا ان کا تعلق علمی اخلاقی دینی تعلیم سے ہو وہ درست اور جائز ہیں۔ مگر یہ موسیقی اور ساز و باجے ہرگز جائز نہیں، اور نہ وہ اشعار جائز ہیں جن میں

"جوانی آگئی ہے تو بھی آجا"

گایا جاتا ہو۔ یہ تو ویسے بھی حرام ہے خواہ نثر ہو یا نظم، خدا کے لئے سوچئے کیا ایسے اشعار کا پڑھنا، پڑھانا، خواتین کو سنانا، مردوں کو سنانا جائز ہے جس میں یہ فحش نگاری ہو، جیسا کہ ملک کے ایک ادیب نے اپنے ایک ناول میں لکھا اور اس ناول کا اشتہار قرآنی نظام کے علمبردار رسالہ میں شائع ہوا۔ وہ شعر یہ ہے ؎

جب انان خدا کے واسطے آتا نہ خواب میں

سردی کے دن میں مجھ سے نہایا نہ جائیگا

جن اشعار میں دین وملت کی راہ نمائی ہو۔ جن سے علم وحکمت کا درس ملتا ہو وہ درست ہیں۔ جیسا کہ سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسان بن ثابت کو کفار کے جواب میں شعر کہنے کا حکم فرمایا۔ عبداللہ بن رواحہ نے میدان جنگ میں اشعار کہے۔ اسی طرح دوسرے کئی صحابہ کرام تابعین، علماء کرام، صوفیاء عظام کا کلام منظوم موجود ہے مگر ان کے ساتھ نہ ساز تھا نہ باجے اور نہ ہی وہ گانے کے طور پر گائے جاتے تھے یہاں نمونہ کے طور پر دور اوّل کی اسلامی شاعری اور شعر خوانی کے صرف دو واقعے درج کئے جاتے ہیں۔ جن کا تعلق حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ہے۔

(۱) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایک رات مدینہ منورہ میں گشت کر رہے تھے۔ کہ آپ نے دیکھا ایک بوڑھی عورت اون صاف کرتے ہوئے یہ اشعار پڑھ رہی ہے۔

علی محمد صلوٰۃ الابرار　　　صلی علیه الطیبون الاخیار

قد کنت قواما بکاء فی الاسحار　　　یالیت شعری و المنایا اطوار

هل تجمعنی وحبیبی الدار

ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نیکیوں کی طرف سے سلام ہو بیشک آپ سحری کے وقت اللہ کو یاد کرنے والے اور اس کے حضور رونے والے تھے۔ کاش مجھے اور میرے محبوب کو آخرت کا گھر اکٹھا کر دے

(یعنی مجھے کیں جنت یں جانے ؟

(رفیع السنہ صکٹا)

حضرت عمر فاروق باہر بیٹھ گئے۔ اور یہ سنتے ہوئے رونے لگے۔

(۲) حضرت عمر فاروق کے پاس ایک بدو حاضر ہوا اور یہ درخواست کی

(الف) یا عمر والخیر جزیت الجنۃ

اکس بناتی و امھن وکن لنا

من الزمان جنۃ

اقسم باللہ لتفعلنہ

اس پر حضرت عمر نے فرمایا۔ اگر میں یہ نہ کروں تو پھر کیا ہوگا؟ اس

پر اس بدو نے کہا (ب) اذا ابا حفص لاذھبن تو آپ نے

فرمایا پھر کیا ہوگا۔ اس پر اس اعرابی نے کہا سے

یکون عن حالی لتسالنہ

یوم تکون العطیات منہ

وموقف المسئول بینہم

اما الی النار واما الی الجنۃ

حضرت عمر فاروق اس قدر متاثر ہوئے کہ اس کو اپنی قمیض عنایت فرمادی

ترجمہ اشعار۔ اے عمر تجھے اللہ جنت دے میری بچیوں اور میری بیوی کو لباس دیں اور زمانہ کے حملوں کے بچاؤ

ڈھال بن جائیں میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ آپ یہ کرنا ہوگا۔ اب پھر میں چلا جاؤنگا اور قیامت کے دن میری حالت کا آپ سے

خلیفۃ المسلمین ہونے کے پوچھا جائیگا اس دن بعض لوگ تو جہنم میں جائیں گے۔ اور بعض جنت کو

خوشی کے مواقع پر

ایسے اشعار پڑھنا درست ہے جن میں اخلاقیات کا درس موجود ہو۔ جیسا کہ مقدمہ میں گذر چکا ہے۔ وہ بچیاں جنگ بدر اور یوم بعاث سے متعلق اشعار پڑھ رہی تھیں۔ یا مخاطب کو رحم کرم کے لئے مائل کرنا۔ اپنی عقیدت کا اظہار کرنے کے لئے بجائے نثر کے نظم میں اپنا مدعا پیش کرنا ثابت ہے۔ جیسا کہ عرب کے شاعر اعشیٰ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے اوپر کئے ہوئے مظالم کو منظوم کلام میں پیش کیا۔ اسی طرح میدان جنگ میں ایسے اشعار کا پڑھنا جن سے نوجوانوں کے دلوں میں جذبہ جہاد پیدا ہو یا ایسے ترانے پڑھنے اور اشعار بنانے جن سے قوم کے دلوں میں دین وملت کی محبت پیدا ہو نہ صرف جائز ہے بلکہ بہتر ہیں۔ جیسا کہ پہلے عبداللہ بن رواحہ کا وہ اشعار پڑھنے کا واقعہ گذر چکا ہے۔ جو انہوں نے فتح مکہ کے دن حرم میں پڑھے تھے۔ بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حضرت حسان بن ثابت کو حکم فرمایا تھا کہ۔

"کفار کے مذموم اشعار کا جواب دے۔ جبریل امین تیرے ساتھ ہے۔"

اسی طرح تیراندازی کی مشق کرنا یا تلوار چلانے کی مشق کرنا وغیرہ امور

نہ صرف جائز ہیں ۔ بلکہ محبوب ہیں سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کا ارشاد گرامی ہے ۔

"جب تیر اندازی کا مقابلہ ہو اور گھوڑ دوڑ کا مقابلہ ہو تو
فرشتے بھی وہاں حاضر ہوتے ہیں ۔" (الحدیث)

اس لئے فقہ اسلامی کا ایک مسلّمہ قاعدہ ہے کہ

جو کام جہاد کے لئے مفید ہو اور شریعت نے اس سے روکا نہ ہو
اس کا سیکھنا اور سکھانا بہتر ہے ۔ اس لئے کہ اس میں دین کا غلبہ
اور کفر کی شکست ہے ۔ (السیر الکبیر ۳ ص۱۰۹)

"آخری" ان سطور کے تحریر کرنے سے غرض صرف یہ ہے کہ
آج اس دور میں جب اس ملک میں مسلمانوں کو صحیح مسلمان بنانے کی
ضرورت ہے ۔ ان کے دلوں میں تیغ و سناں کا عشق پیدا کرنے کی ضرورت
ہے بعض لوگ اسلامی تعلیمات کا لیبل لگا کر طاؤس و رباب کا درس دے رہے
ہیں اور اس کو قوم کے انحطاط کا واحد علاج قرار دے کر قوم کو اس طرف
بلا رہے ہیں ان لوگوں کی اس غلط فہمی یا عمداً غلط اقدام کو اس رسالہ کے ذریعہ
دور کرنے کی کوشش کی گئی ہے ۔ اور اللہ قبول فرمائیں ۔ اور مجھے اور دوسرے
سب بھائیوں اور بہنوں کو شیطانی خطرات سے محفوظ رکھیں ۔

سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ۔

"جس گھر میں جرس (گھنٹی) یا تصویر یا کتا ہو وہاں
رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے ۔"

آج ہم اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ کتنی تو بجائے خود ہر گھر کے کمرے میں ریڈیو پوری عزت اور احترام سے موجود ہے۔ گھروں میں تصویریں آویزاں ہیں۔ جن میں غیر مردوں اور غیر عورتوں کی تعداد کافی موجود ہے۔ اور بلا ضرورت کتا پالنے کا شوق بھی آج ہم میں زیادہ پایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب پر اپنا رحم وکرم فرماوے۔

حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی صاحب مدظلہ العالی کی تصانیف

معارف القرآن کے بارے میں حضرت لاہوریؒ کا ارشاد "اس کتاب کا ایک ایک حرف آب زر سے لکھنے کے قابل ہے" قیمت ۲۰ روپیہ

ضرورۃ القرآن اس کتاب کو مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ نے لکھ فرما کر اسکولوں اور کالجوں کے نصاب میں داخل کرنے کی سفارش فرمائی۔ قیمت پانچ روپے صرف۔

درس قرآن مجید اس درس نے کئی بے دینوں کو پکا دیندار بنا دیا کئی فحاشوں نے توبہ کر لی۔ واہ کینٹ میں اس درس کو سننے کیلئے سندھ اور بلوچستان کے علاقوں سے بھی لوگ آتے ہیں۔ ڈیڑھ ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل چار جلدیں مکمل قیمت بارہ روپے۔

شان صحابہ قیمت ایک روپے **درس حدیث** قیمت چار روپے **آغوش رحمت** قیمت دو روپے پچاس پیسے اور دیگر دینی کتب ان پتوں سے حاصل کریں (۱) مولانا محمد اسلم نور الارشاد متصل جامع مسجد کیمبلپور (۲) مکتبہ مدنیہ۔ بادشاہی روڈ مسجد تقی عیسیٰ ہوٹل کراچی ۲

توحیدی کتب خانہ۔ مدرسہ تعلیم الفرقان توحید نگر ماڑی پور کراچی ۲۸

قرآن حکیم کا موسیقی کے ساتھ پڑھنا بالاجماع حرام ہے

(سابق) ڈائرکٹر مدارس مصر علامہ محمد حسنین مخلوق کا فتویٰ

"حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ قرآن حکیم کو عربوں کی طرز اور ان کی آواز سے پڑھو یہود و نصاریٰ اور فاسقوں کی طرز سے اجتناب کرو۔ میرے بعد ایسی قوم پیدا ہوگی۔ جو قرآن کو گانے۔ رہبانیت اور رونے کے طرز پر پڑھیگی یہ قرآن ان کے حلقوم سے نیچے نہ اترے گا۔ وہ اور ان کو سننے والے اس اس فتنے میں مبتلا ہو جائیں گے۔"

(حدیث صحیح رواہ الطبرانی والبیہقی والعزیزی شارح الجامع الصغیر)

عربوں کے طرز سے پڑھنے کا مدعا یہ ہے کہ اس طرح خوش آوازی کے ساتھ تلاوت کی جائے کہ حروف اپنے مخارج سے ادا ہوں۔ یہود و نصاریٰ اور فاسقوں کی طرز سے مراد یہ ہے کہ قرآن حکیم کے اصل الفاظ میں کمی بیشی کی جائے۔ کہیں غنہ کہیں مد پیدا ہو جائے یا کم ہو جائے یا حروف کے کسی وصف میں کمی بیشی آجائے۔ تو اس طرح پڑھنا تمام علمائے اسلام کے ہاں حرام ہے۔

(المدخل المنیر ص۵۲)

ریکارڈنگ کے متعلق سلطان عبدالحمید خان (رحمۃ اللہ علیہ)

(سابق) زیب خلافت اسلامیہ کا حکم

امیر المومنین رئیس المجاہدین بادشاہ دنیا و دین شریعت پناہ ظل اللہ حضرت سلطان المعظم مولانا عبدالحمید خان غازی خلد اللہ ملکہ نے عالی مقام شیخ الاسلام مدظلہ کے فتویٰ سے تمام قلمرو اسلام میں فرمان شائع فرما دیا۔ اور اخبارات وغیرہ میں بھی چھپوا دیا کہ جو شخص کلام اللہ شریف کی کچھ آیات یا آذان وغیرہ کلمات سے طیبات فونوگراف میں بھروائے گا وہ بدبخت چھ ماہ کے لئے جیل بھیج دیا جائے گا۔

(الاکیولالکنون فی احکام فونوگرام فون ص ۵۷)

"اسلام اور موسیقی"

از مولانا مجیب اللہ صاحب ندوی رفیق دار المصنفین اعظم گڑھ

یہ ایک کتاب کا نام ہے جس کے مولف پھلواری صاحب ہیں اس کتاب کی زیارت کا موقع تو نہیں ملا۔ مگر ابھی اپریل ۵۸ء کے ثقافت میں اس کتاب کا ایک

ضمیمہ شائع ہوا ہے۔ اس ضمیمہ کے بارے میں اظہار رائے نہ کرنا ایک معصیت سمجھتا ہوں اس لیے چند باتیں عرض کر دیتا ہوں۔

پھلواری صاحب اس ضمیمہ میں فرماتے ہیں: اس سے پہلے میں نے اس موضوع کے سلسلے میں قرآن پر صرف منفی پہلو سے غور کیا تھا۔ یعنی یہ کہ اس میں عدم جواز کے پہلو کیا ہیں۔ لیکن اپنے ایک محترم دوست کے توجہ دلانے پر انہوں نے مثبت حیثیت سے بھی غور کیا۔ یعنی یہ کہ قرآن میں موسیقی کے جواز کیا کیا دلائل ہیں ان کی عبارت ملاحظہ ہو

لیکن چند ہفتے اپنے ایک محترم دوست کی بدولت ایک مثبت تجسس بھی پیدا ہوا یعنی یہ خیال آیا کہ آخر کیا وجہ ہے کہ قرآن میں موسیقی نغمات کا کوئی ذکر نہیں دراں حالیکہ وہ زندگی کے بے شمار جمالیاتی گوشوں کا ذکر کرتا ہے۔ جنت اور جنتی زندگی کی تمام نعمتوں اور جمالیاتی پہلوؤں کو طرح طرح کے نئے نئے انداز سے بیان کرتا ہے۔ موسیقی اور غنا کی طرف توجہ بھی نہیں کرتا۔ کیا سماع انسانی فطرت سے اس قدر دور ہے کہ اس کا ذکر تک نہ آئے۔

(ثقافت ماہ اپریل ۵۹ء)

قرآن کے اندر غنا کا ذکر نہ پا کر مولانا انتہائی ذہنی کشمکش میں مبتلا تھے۔ مگر مَنْ جَدَّ وَجَدَ (جو کوشش کرتا پا تا ہے) کے تحت مولانا کی یہ ذہنی کشمکش زیادہ دیر تک باقی نہیں رہتی بلکہ ان کے پُر جمال ذہن نے اپنے ذوقِ جمال کی تسکین کے لئے قرآن سے دو آیتیں ڈھونڈ ہی نکالیں۔ وہ آیتیں یہ ہیں۔

اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ اور

فَاَمَّا الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِیْ رَوْضَةٍ یُّحْبَرُوْنَ

پہلی آیت کا ترجمہ، مولانا نے فرمایا ہے۔

تم اور تمہارے جوڑے جنت میں جاؤ جہاں تمہیں نغمے سناتے جائیں گے۔

دوسری آیت کا ترجمہ یہ فرمایا ہے کہ

جو لوگ ایمان لائے اور اس کے مطابق عمل کئے وہ چمن میں نغمے سن رہے ہوں گے

قطع نظر اس سے کہ یحبرون اور یحبرون کے کیا معنی ہیں مولانا سے ایک بات نہایت ادب کے ساتھ دریافت کرنا چاہتا ہوں یہ ذکر آپ کی اس جنت ارضی کا ہے یا اس جنت الفردوس کا جو ہمیں موت کے بعد ملے گی۔ آپ سہ

بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست

کے قائل ہیں۔ تو پھر اسکو آپ اپنی جنت ارضی کا واقع سمجھ لیجئے اور پھر اپنے ذوق جمال کی جس طرح چاہے تسکین کیجئے۔ لیکن اگر یہ ذکر ہے اُس عالم آخرت کا جس سے ہم کو سابقہ موت کے بعد پڑے گا۔ تو پھر خدارا ہمیں بتلایئے کہ اس جنت میں جو چیزیں ہمیں ملیں گی کیا ان سب کو ہم اس دنیا میں کیوں جائز سمجھ لیں یہاں ہمارے لیے شراب حرام ہے جنت میں حلال ہو گی یہاں ہم صرف چہار شادیوں کے پابند ہیں۔ وہاں یہ پابندی نہ ہو گی یہاں مردوں کے لیے ریشم کا پہننا، سونے کا استعمال حرام ہے مگر وہاں دیباج وحریر، استبرق اور اساور ذہب

وقفہ کا استعمال جائز ہوگا۔ یہاں ہم دیدار الہٰی سے محروم ہیں۔ وہاں دیدار الہٰی سے بہرہ ور ہونگے یہاں آگ میں جلا کر جانوروں تک کو مارنے سے منع کیا گیا ہے۔ مگر وہاں انسان کو آگ میں جلایا جائے گا۔ اگر مولانا اس پہلو پر ٹھنڈے دل سے غور کرلیتے تو ان کو ان آیات سے اپنا مدعا ثابت کرکے قرآن کی کھلی معنی تحریف کی جرأت نہ ہوتی اوپر جو بات کہی گئی ہے۔ اگر صرف اسی ایک بات کو سامنے رکھا جائے تو مولانا کے استدلال کی یہ بلند عمارت زمین پر آرہتی ہے۔ لیکن انہوں نے اسکا یہ جواب دینے کی کوشش کی ہے کہ سونا اور ریشم معاشی عدم توازن کی وجہ سے ناجائز ہے۔ اگر یہ توازن باقی رہے تو کوئی حرج نہیں۔ مگر مولانا کا یہ اجتہاد کسی دلیل پر مبنی ہوتا تو پھر زیادہ وزنی ہوتا۔ پھر اور دوسری چیزیں جو جنت میں حلال ہیں انکے بارے میں کیا ارشاد ہے۔ یہ کس عدم توازن کی بنا پر جائز ہیں۔ اور پھر یہ دعویٰ بالکل بے بنیاد ہے کہ جنت تو معاشرہ کا ایک مثالی نصب العین ہے۔ غور کیجئے کہ یہ باتیں کس قدر مضحکہ انگیز ہیں کیا ہر شخص کو یہاں شراب ملنے لگے تو شراب پینی جائز ہو جائیگی۔ کیا اگر کسی معاشرے کے افراد کو چار سے زیادہ عورتیں ملنے لگیں تو اسلامی نقطۂ نظر سے ان کو اپنے حبالۂ عقد میں لینا ناجائز ہوگا۔ پھر اس کے معنی تو یہ ہیں کہ اسلام نے حرام و حلال کی جو قیدیں لگائی ہیں وہ سب عارضی اور اضافی ہیں۔ یہ تو اسلام کا فلسفہ نہ ہوا بلکہ کارل مارکس کا فلسفہ ہوا اسی کے ساتھ وہ اگر اس بات کی بھی وضاحت فرمادیتے تو اچھا ہوتا کہ آپ کی جنت ارضی اور جنت الفردوس میں کوئی فرق ہے یا نہیں؟ انہوں نے چند اہل لغت کی رائے نقل کرکے اپنے دعوے کو مضبوط کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہم بھی اہل لغت اور مفسرین کی رائیں نقل کرتے ہیں۔ جن سے اندازہ ہوگا کہ تمام مفسرین اور اہل لغت کی تشریحات اس کے خلاف ہیں۔ مولانا نے اپنے دعوے میں زجاج لغوی کا قول نقل کیا ہے کہ حبرو السماع فی الجنۃ

اور کل نغمۃ حسنۃ یعنی جنتی نغمے اور ہر اچھے گانے کو کہتے ہیں۔ مگر زجاج کا یہی قول صاحب اللسان العرب نے مذکورہ آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے وہ لکھتے ہیں قال الزجاج قیل ان الحبرۃ السماع فی الجنۃ زجاج نے کہا ہے کہ کہا گیا ہے کہ حبرہ یہاں جنتی گانے کے معنی میں ہے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ زجاج کا ذاتی قول نہیں ہے۔ بلکہ انہوں نے کسی دوسرے کا قول نقل کیا ہے اور وہ بھی قیل کے لفظ سے۔ یہ تو مولانا جانتے ہی ہونگے کہ جو چیز قیل کے لفظ سے محققین لکھتے ہیں وہ اس کے ضعف کو ظاہر کرتا ہے کیونکہ اس میں کہنے والا معلوم نہیں ہوتا پھر اسکو بھی جانے دیجئے صاحب لسان نے زجاج کے بارے میں اس سلسلہ میں ایک ایسی بات لکھی ہے جس سے مولانا کا سارا استدلال ہی بیکار رہجاتا ہے وہ لکھتے ہیں۔

و قال (الزجاج) فی قولہ تعالیٰ انتم و ازواجکم تحبرون معناہ تکرمون اکراما یبالغ فیہ والحبرۃ المبالغۃ فیما وصف بجمیل۔

زجاج نے کہا ہے کہ آیت انتم وازواجکم تحبرون کے معنی ہیں کہ وہاں تمہاری خوب خاطر مدارت ہوگی اور حبرۃ کہتے ہیں کسی خوبی کی مبالغہ کے ساتھ تعریف کرنے کو مولانا حبرہ کے معنی زجاج سے بمعنی نغمے نقل کئے تھے مگر یہاں پوری آیت کی تفسیر کا ہے ان سے منقول جس میں مولانا کے استدلال کے لئے کوئی گنجائش ہی باقی نہیں رکھی ہے یہ نقل فرمانے کے بعد صاحب لسان کہتے ہیں کہ ھذا نص قولہ یہ زجاج کا صریح قول ہے یعنی اوپر انہوں نے دوسروں کی رائے نقل کی تھی اور یہ ان کی ذاتی رائے ہے مولانا نے اتنی کاوشوں کے بعد بیچارے زجاج کو اس سلسلہ میں گھسیٹا تھا۔ اور وہ بھی ان کے ہاتھ سے نکل گیا۔ اب دیکھئے تو مولانا جنتی نغمے جائز کرنیکی کیا تدبیر کرتے ہیں یہ بھی پیش نظر رہے کہ صاحب لسان کا قول زجاج کے بارے میں صاحب تاج العروس سے زیادہ معتبر ہے۔ زجاج کا قول نقل کرنیکے بعد صاحب لسان لکھتے ہیں اچھی لو بھلی چیز کو حبر کہتے ہیں غرض کہ حبر اور حبرہ کے بنیادی اور اصل معنی کسی چیز میں حسن پیدا کرنیکے

ہیں چنانچہ اسی وجہ سے رشنائی کو حبر کہتے ہیں کیونکہ اس سے تحریر میں ایک حسن پیدا ہو جاتا ہے اسی لئے حبر عالم کو کہتے ہیں کہ اسکی باتیں دوسروں کے مقابلہ میں حسن زیادہ ہوتا ہے اسی لئے نعمت اور الحرمت کو حبو کہتے ہیں کیونکہ اس میں سرور خوشی اور حسن ہوتا ہے عورت کو حبرہ کہتے ہیں اسی لئے کہ وہ تمام سرتوں کا مرکز ہوتی ہے اسی حضرت ابو موسیٰ اشعری کے اس قول کا مطلب بھی نکل آیا جو انہوں نے آپ سے فرمایا تھا کہ میں اگر جانتا کہ آپ میرا قرآن سن رہے ہیں تو ـــــ میں اور بنا کر گداز کے ساتھ پڑھتا صنا بحار الانوار نے اسکی تشریح ان الفاظ میں کی ہے ای تحسین الصوت و تحزینہ یعنی آواز میں حسن اور گداز پیدا کرنے کو تحبیر کہتے ہیں جیسا کہ سمجھتے ہیں وکل ما حسن من خط او کلام او شعر او غیر ذالک فقد حبر حبرا اور جیسا ہر تحریر کلام و شعر جس میں حسن پایا جائے اسکو تحبیر کہتے ہیں درج ذیل حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں آتا ہے فرای ما فیہا من الحبرۃ والسرور بہشت میں جو نعمت اور خوشی ہے اسکو آپ نے ملاحظہ فرمایا تحسین صوت اور گانے میں بڑا فرق ہے تحسین صوت کی اجازت ہے لیکن گانے کے سلسلہ میں آپکا اسوہ یہ تھا کہ اذ اسمع الغناء وضع اصابعہ فی اذنیہ (ابوداؤد) جب کبھی گانے کی آواز آپکے کانوں میں آتی تو آپ اپنے دونوں کانوں میں انگلی ڈال لیتے تھے مولانا نے جنت کو ہمارے لیے معاشرہ کا مثالی نمونہ بنانے کی جو کاوش کی ہے اور اسکے لیے جو دلائل فراہم کئے ہیں انکی حقیقت آپنے ملاحظہ فرمالی اب ذرا اردو کے چند ممتاز مترجمین کے قرآن کے ترجمے بھی ملاحظہ فرما لیجیے فہم فی روضۃ یحبرون کا ترجمہ مولانا اشرف علی صاحب فرماتے ہیں وہ تو باغ میں مسرور ہونگے۔ ادخلوا الجنۃ انتم وازواجکم تحبرون کا ترجمہ کرتے ہیں تم اور تمہاری بیویاں خوش بخوشی جنت میں داخل ہو جاؤ۔ پہلی آیت کا ترجمہ شیخ الہند کرتے ہیں۔ سو باغ میں ہوں گے انکی آؤ بھگت ہوگی۔ دوسری آیت کا ترجمہ کرتے ہیں چلے جاؤ بہشت میں تم اور تمہاری عورتیں عزت کی جائیگی۔ ڈپٹی نذیر احمد صاحب یحبرون کا ترجمہ انکی خاطر داریاں ہو رہی ہونگی کیا ہے۔ اور تحبرون کا ترجمہ تم اور تمہاری بیویاں اکرام کے ساتھ جنت میں داخل ہو۔

اسکے علاوہ قاضی زین العابدین نے قاموس القرآن میں اور مولانا عبدالرشید نعمانی نے لغات القرآن میں حبر و حبور کے معنی سرور و خوشی اور اکرام کے کئے ہیں اور مولانا وحید الزماں مرحوم لغات الحدیث میں حبر کے معنی اچھا کرنا، رنگین کرنا، خوش ہونا، عیش کرنا لکھتے ہیں۔ یہاں ایک اور بات ضمناً عرض کر دینی ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ کہ پھلواروی نے مولانا عین الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے خدا ترس اور متقی بزرگ کے بارے میں گراموفون سننے کی جو روایت نقل کی ہے وہ انکے اوپر سراسر الزام ہے مولانا کے بڑے قریبی جاننے والوں میں اعظم گڑھ میں حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری کے خاندان کے لوگ ہیں وہ سب لوگ اس سے انکار کرتے ہیں اسکے علاوہ انکے حقیقی نواسوں اور بھانجوں سے بھی میری برسوں ملاقات رہ چکی ہے ان میں کسی نے یہ واقعہ بیان نہیں کیا حالانکہ انکے اتنے واقعات میں سن چکا ہوں کہ ان پر ایک مضمون لکھا جا سکتا ہے۔ وما علینا الا البلاغ۔

صدق: یہ تو بالکل کھلی ہوئی بات ہے کہ جنت کے احکام ہماری دنیا سے بہت ہی مختلف ہونگے۔ کیا وہاں بھی نماز پانچ وقتوں کی قید کے ساتھ استقبال قبلہ اور طہارت و وضو کی شرطوں کے ساتھ فرض ہوگی؟ رمضان میں مہینہ بھر طلوع سے غروب تک روزہ رکھنا فرض ہوگا؟ نکاح بھی متعارف طریقے سے دو گواہوں اور تعین مہر کے بعد ہی جائز ہوگا؟ ایک دو نہیں سینکڑوں سوال اس قسم کے کئے جا سکتے ہیں اور ہر ایک کا جواب بالکل ظاہر ہے۔ تو بالفرض یحبرون کے معنی وہی ہوتے جو مصنف نے ایک سند ضعیف کے ساتھ ایک لغوی کے حوالہ سے نقل کئے ہیں جب بھی جواز کا استدلال بے بنیاد رہتا چہ جائیکہ جب خود وہ معنی لینا بھی محل بحث ہے۔ آخر میں مراسلہ میں ایک بزرگ کے تعلق سے متعلق جو تردیدی مضمون ہے وہ بھی اصلاً رسم ہے جو کسی بزرگ سے کوئی منکر اگر ثبوت بھی ہو تو ان بزرگ کے لئے کوئی تاویل کر لی جائے نہ کہ انکے عمل سے خود اس منکر کے جواز پر استدلال کیا جائے۔

(صدق ۲۲ جون ۵۹ء)

جنتری تقویم سنہ ۱۴۱۳ ہجری المقدس

ایام	محرم الحرام				
جمعہ	۳۰	۲	۹	۱۶	۲۳
ہفتہ	—	۳	۱۰	۱۷	۲۴
اتوار	—	۴	۱۱	۱۸	۲۵
پیر	—	۵	۱۲	۱۹	۲۶
منگل	—	۶	۱۳	۲۰	۲۷
بدھ	—	۷	۱۴	۲۱	۲۸
جمعرات	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹

ایام	صفر المظفر				
جمعہ	—	۷	۱۴	۲۱	۲۸
ہفتہ	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹
اتوار	۲	۹	۱۶	۲۳	—
پیر	۳	۱۰	۱۷	۲۴	—
منگل	۴	۱۱	۱۸	۲۵	—
بدھ	۵	۱۲	۱۹	۲۶	—
جمعرات	۶	۱۳	۲۰	۲۷	—

ایام	ربیع الاول				
جمعہ	—	۶	۱۳	۲۰	۲۷
ہفتہ	—	۷	۱۴	۲۱	۲۸
اتوار	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹
پیر	۲	۹	۱۶	۲۳	۳۰
منگل	۳	۱۰	۱۷	۲۴	—
بدھ	۴	۱۱	۱۸	۲۵	—
جمعرات	۵	۱۲	۱۹	۲۶	—

ایام	ربیع الثانی				
جمعہ	—	۴	۱۱	۱۸	۲۵
ہفتہ	—	۵	۱۲	۱۹	۲۶
اتوار	—	۶	۱۳	۲۰	۲۷
پیر	—	۷	۱۴	۲۱	۲۸
منگل	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹
بدھ	۲	۹	۱۶	۲۳	۳۰
جمعرات	۳	۱۰	۱۷	۲۴	—

ایام	جمادی الاول				
جمعہ	—	۲	۹	۱۶	۲۳
ہفتہ	—	۳	۱۰	۱۷	۲۴
اتوار	—	۴	۱۱	۱۸	۲۵
پیر	—	۵	۱۲	۱۹	۲۶
منگل	—	۶	۱۳	۲۰	۲۷
بدھ	—	۷	۱۴	۲۱	۲۸
جمعرات	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹

ایام	جمادی الثانی				
جمعہ	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹
ہفتہ	۲	۹	۱۶	۲۳	۳۰
اتوار	۳	۱۰	۱۷	۲۴	—
پیر	۴	۱۱	۱۸	۲۵	—
منگل	۵	۱۲	۱۹	۲۶	—
بدھ	۶	۱۳	۲۰	۲۷	—
جمعرات	۷	۱۴	۲۱	۲۸	—

ایام	رجب المرجب				
جمعہ	—	۶	۱۳	۲۰	۲۷
ہفتہ	—	۷	۱۴	۲۱	۲۸
اتوار	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹
پیر	۲	۹	۱۶	۲۳	—
منگل	۳	۱۰	۱۷	۲۴	—
بدھ	۴	۱۱	۱۸	۲۵	—
جمعرات	۵	۱۲	۱۹	۲۶	—

ایام	شعبان المعظم				
جمعہ	—	۵	۱۲	۱۹	۲۶
ہفتہ	—	۶	۱۳	۲۰	۲۷
اتوار	—	۷	۱۴	۲۱	۲۸
پیر	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹
منگل	۲	۹	۱۶	۲۳	۳۰
بدھ	۳	۱۰	۱۷	۲۴	—
جمعرات	۴	۱۱	۱۸	۲۵	—

ایام	رمضان المبارک				
جمعہ	—	۳	۱۰	۱۷	۲۴
ہفتہ	—	۴	۱۱	۱۸	۲۵
اتوار	—	۵	۱۲	۱۹	۲۶
پیر	—	۶	۱۳	۲۰	۲۷
منگل	—	۷	۱۴	۲۱	۲۸
بدھ	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹
جمعرات	۲	۹	۱۶	۲۳	—

ایام	شوال المکرم				
جمعہ	—	۲	۹	۱۶	۲۳
ہفتہ	—	۳	۱۰	۱۷	۲۴
اتوار	—	۴	۱۱	۱۸	۲۵
پیر	—	۵	۱۲	۱۹	۲۶
منگل	—	۶	۱۳	۲۰	۲۷
بدھ	—	۷	۱۴	۲۱	۲۸
جمعرات	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹

ایام	ذوالقعدہ				
جمعہ	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹
ہفتہ	۲	۹	۱۶	۲۳	۳۰
اتوار	۳	۱۰	۱۷	۲۴	—
پیر	۴	۱۱	۱۸	۲۵	—
منگل	۵	۱۲	۱۹	۲۶	—
بدھ	۶	۱۳	۲۰	۲۷	—
جمعرات	۷	۱۴	۲۱	۲۸	—

ایام	ذوالحجہ				
جمعہ	—	۶	۱۳	۲۰	۲۷
ہفتہ	—	۷	۱۴	۲۱	۲۸
اتوار	۱	۸	۱۵	۲۲	۲۹
پیر	۲	۹	۱۶	۲۳	—
منگل	۳	۱۰	۱۷	۲۴	—
بدھ	۴	۱۱	۱۸	۲۵	—
جمعرات	۵	۱۲	۱۹	۲۶	—